ترجمانِ فکرِ امینِ ملت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
مجلہ سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا
جلد ۲
رجب المرجب، شعبان المعظم، رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ
شمارہ ۳
اندھیری شب ہے، جدا اپنے قافلے سے تو
تیرے لیے ہے میری شعلۂ نوا قندیل
(اقبال)
بیاد
مناظر اسلام وکیل احناف مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
مدیر
مولانا محمد الیاس گھمن
★ ندائے قافلہ حق
★ ملفوظاتِ اوکاڑوی
★ اکاذیب غیر مقلدین (زبیر علی زئی کے مزید دس جھوٹ)
★ راز کی باتیں
★ قافلۂ باطل سے قافلۂ حق کی طرف
ناشر
اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

ندائے قافلہ حق

مدیر اعلیٰ کے قلم سے

اربابِ علم کی خدمت میں!

آج سے کوئی ڈیڑھ پونے دوصدی قبل جب انگریزی اقتدار نے اپنا تسلط قائم کرلیا تو رفتہ رفتہ ملت اسلامیہ کے نظریات مسخ کرنے، اخلاقی حالت کو برباد کرنے اور اسلام کا عدیم المثال طرز حیات تباہ کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہو گئے۔ مال وزر کی تجوریاں کھول کر روپیہ پیسہ پانی کی طرح اپنے مقاصد حاصل کرنے پر بہایا گیا حالات کے گرداب میں مستقبل کی دندلی سی تصویر دیکھ کر ملت کے پاسبان کپکپا گئے اور بالا آخر اپنی خداداد صلاحیتوں سے اپنی قوم کو اس آزمائش سے بچانے کی راہ ڈھونڈ نکالی۔ دارالعلوم دیوبند کی صورت میں ایک علوم نبوی کا مرکز قائم کیا اور انگریزی نظریات واسلام دشمن افکار کے پننے کی تمام راہیں مسدود کرڈالیں وطن عزیز سمیت دیار غیر میں علم وعرفان کے روشن چراغ فضلاء دیوبند کی مسلسل محنت کا پتہ دیتے ہیں اس دارالعلوم میں جن داعیان حق کو پالا پوسا گیا انکی زندگی ایک مسلسل متحرک مشن نظر آتی ہے جن کا کوئی لمحہ بھی اپنے فرائض کی ادائیگی سے خالی نہیں ملتا ایک طرف اگر درس وتدریس ہے تو دوسری طرف درس قرآن سے عامۃ الناس کی نظریاتی تربیت دن کو اگر دعوت حق ہے راتوں کو شب زندہ داری کے کرشمے وہ تنہا پوری تحریک اور جماعت کی صورت تھی جس جگہ قیام فرمایا گردونواح کو شرک وبدعت اور ہر طرح کی خرافات کی اندھیر نگری سے نکال باہر لائے ان کے دور میں انگریز اقتدار کا پورا زور دوست نما دشمنوں کی ریل پیل، ہر طرح کی بے سروسامانی کا عالم تھا مگر پھر بھی چراغ حق کو بجھانا اغیار کے بس میں نہ ہوا اب جبکہ یکے بعد دیگرنا ؤ ملت کے رکھوالے دار فانی کو سدھار گئے باطل کو پھر سے سر ابھارنے کا موقعہ ہاتھ آرہا ہے۔

جب سے آرام پسندی اور راحت طلبی کا شوق پیدا ہوا ہے تب سے ملت اسلامیہ اپنے نظریات، طریقہ عبادات اور طرز حیات سے ناواقف ہوتی چلی جارہی ہے جس کا نتیجہ یہ سامنے آرہا ہے کہ قوم فتنہ پروروں کا شکار ہو کر راہ حق سے برگستہ ہوتی چلی جارہی ہے حالانکہ ملت کے نظریات بچانا اور خلف کا سلف سے رشتہ جوڑے رکھنا ہر منصب امامت پر فائز حضرت کی زمہ داری ہے مگر اس کمی وقصور سے اب یہ جرات بھی ہونے لگی کہ دین حق کے مسلمہ قواعد پر بھی انگلیاں اٹھائی جانے لگی ہیں اور تو اور رمضان المبارک کا مبارک مہینہ ہی لے لیجئے جس میں شیاطین کو قید میں ڈال دیا جاتا ہے تاکہ وہ کسی مسلمان کی عبادت میں خلل نہ ڈال سکیں۔ اور یوں غلامانِ رسول عبادت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ مگر بعض ناعاقب اندیش شیطان کی ڈیوٹی ادا کرنے پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور طرح طرح سے مسلمانوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں تاکہ مسلمان کم سے کم عبادت کرپائیں اور زیادہ سے زیادہ نرم گرم بستروں پر اپنے اوقات ضائع کرسکیں چنانچہ رمضان المبارک شروع ہوتے ہی تراویح ۲۰ سے ۸ پر لانے کی پرزور کوشش ہوتی ہے کہ ۸ سے زیادہ جو کچھ تراویح پڑھی جائے وہ بدعت ہے جس کے پڑھنے پر گناہ تو ہوگا ثواب نہیں چونکہ ۲۰ تراویح کے ادا کرنے کو وہ لوگ گمراہی اور جہنم میں جانے کا عمل بتاتے ہیں صرف یہی نہیں کہ اس ظالمانہ فتویٰ کی زد میں دور حاضر کے کچھ عوام وغیرہ آجائیں بلکہ صحابہؓ کرامؓ ازواج مطہراتؓ بشمول سیدنا حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت امیر معاویہؓ سیدہ عائشہ صدیقہؓ وغیرہ بھی اس ظالمانہ اقدام کی زد میں ہیں اس طرح کے فتوے اشتہارات کی شکلوں میں چھپتے اور مخصوص طبقے کی عبادت گاہوں میں اویزاں ہوتے ہیں باقاعدہ مناظرہ کے چیلنج اور انعامی اعلان کے دعوے طمطراق سے درج کئے جاتے ہیں تاکہ عامۃ الناس کا بھرپور اعتماد اس اشتہاری مذہب پر قائم ہوسکے۔

ہم ارباب علم کی خدمت میں انتہائی دردمندانہ درخواست پیش کرنا چاہتے ہیں کہ اپنے نظریات کی حفاظت میں ہم سست پڑ گئے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کا سچا پیغام پوری محنت ولگن سے اللہ کے بندوں تک بلاخوف لومۃ لائم پہنچادینا چاہیئے اب جبکہ رمضان المبارک کی آمد آمد ہے جس میں نماز تراویح، وتروں کی مسنون تعداد نماز عید کی تکبیرات جیسے اہم مسائل دلائل کے ساتھ عوام کو بتادینے چاہتے نیز عامۃ الناس کو گمراہ کرنے کے جو حربے اور مسائل شرعیہ میں تلبیس کے جو ہتھ کنڈے اختیار کئے جاتے ہیں ان سے ضرور پردہ چاک کرنا چاہیےء تاکہ عوام کسی فریب دینے والے کے دام فریب میں مبتلا نہ ہوسکیں۔ غیر مقلدین کے تمام تر فریب سے بچاؤ اور اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے اللہ تعالیٰ نے رئیس المناظرین مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی ؒ کو میدان عمل میں لا کھڑا کیا جنہوں نے تحریر وتقریر اور میدان مناظرہ میں اس فتنہ کے بڑے بڑے جغادریوں کو شکست فاش دی آج اگر چہ حضرت اوکاڑوی ؒ ہمارے درمیان موجود نہیں۔ تاہم ان کے تربیت یافتہ نامور محققین، مناظرین ''اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ'' کے پلیٹ فارم سے اس فرقے ضالہ کا مقابلہ کرنے کے لئے ملک بھر میں مصروف عمل ہیں۔ اگر آپ غیر مقلدین کے پھیلا گئے وساوس باطلہ کی وجہ سے پریشان ہیں تو صرف اطلاع کیجئے ''اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ'' کے خدام ہر وقت رضا کارانہ طور آپ کے ساتھ ہر قسم کے تعاون کے لئے تیار ہیں۔

غیر مقلدین کے ایک گشتی فتوے کا مدلل جواب

قسط نمبر ۳

جواب مغالطہ نمبر۴۔ چوتھی بنیاد جس کی وجہ سے غیر مقلدین پوری امت مسلمہ کے ساتھ اختلاف کرتے ہیں وہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک اورحدیث ہے جومسلم شریف رص ۴۷۷رج ا کے حوالے سے نقل کی جاتی ہے۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں اور حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کے دوسالوں تک تین طلاقیں ایک تھیں پھر حضرت عمرؓ بن خطاب نے فرمایا لوگوں نے اس کام میں جلد بازی شروع کردی ہے جس میں ان کیلئے مہلت تھی پس اگر ہم ان پر نافذ کر دیں تو بہتر ہوگا (سو آپؓ نے ان کو نافذ کردیا) اس حدیث کی اصل حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنی مدخولہ بیوی کو تین دفعہ کہے **اَنْتِ طَالِق**"، **اَنْتِ طَالِق**"، **اَنْتِ طَالِق**" (تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے،) نیت کے اعتبار سے اس کی دوصورتیں ہیں۔

(ا)۔۔۔ایک یہ کہ ہر لفظ کے ساتھ جدا طلاق کی نیت کرے یعنی تین لفظوں کے ساتھ تین طلاقوں کی نیت کرے بایں نیت ایک مجلس کی تین طلاقیں ہمیشہ تین ہی شمار ہوتی رہی ہیں ان کو کبھی بھی ایک شمار نہیں کیا گیا۔

(۲)۔۔۔دوسری صورت یہ ہے کہ پہلے لفظ کے ساتھ ایک طلاق کی نیت کی جائے دوسرے، تیسرے لفظ کے ساتھ جدا طلاق کی نیت نہ کی جائے بلکہ ان کے ساتھ پہلی طلاق کو پکا اور مئوکد کیا جائے۔ اگر کوئی آدمی اس نیت کے ساتھ تین لفظ کہتا تو اس کی نیت کا اعتبار کر کے عہد نبوت ﷺ، عہد صدیقیؓ اور فاروقیؓ کے ابتدائی دور تک اس کو ایک طلاق قرار دیا جاتا لیکن بعد میں بدلے ہوئے حالات کی وجہ سے حضرت عمر فاروقؓ نے نیت کی بجائے لفظوں پر دارومدار رکھ دیا اور فیصلہ فرمادیا کہ آئندہ ہم ایسے آدمی کی نیت کا اعتبار نہ کریں گے بلکہ تین الفاظ طلاق کی وجہ سے تین طلاقیں نافذ کردیں گے مذکورہ حدیث میں غیر مقلدین نے پہلی صورت مراد لی ہے جبکہ مراد ۔دوسری صورت ہے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو تین دفعہ کہتا (تجھے

طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے) تو اس سے نیت پوچھی جاتی۔ اگر وہ کہہ دیتا کہ میری نیت ایک طلاق کی تھی میں نے اسی کو پکا کرنے کیلئے تین بار طلاق کا لفظ کہا ہے تو عہدِ نبوت، عہدِ صدیقیؓ اور عہدِ فاروقیؓ کے ابتدائی دو سالوں تک اس کی تصدیق کر دی جاتی، اس کی یہ وضاحت تسلیم کر لی جاتی۔ تسلیم کر کے ان تین الفاظ طلاق کو ایک طلاق قرار دے دیا جاتا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ لوگوں کی اخلاقی حالت بدل چکی ہے پہلے تحمل اور بردباری تھی اب عجلت بازی پیدا ہو چکی ہے نیز کثرت سے نو مسلم لوگ جو اسلام میں شامل ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں ان میں خوف وخشیت، تقوی وطہارت اور اخلاص وللّٰہیت کا وہ معیار ناپید ہے جسکی روایت پہلے سے چلی آرہی تھی اور ممکن ہے کچھ اس قسم کے واقعات سامنے آئے ہوں یا آنے کا خطرہ محسوس کیا کہ نیت ہو تین طلاقوں کی مگر محض گھر آباد کرنے کیلئے جھوٹ بول کر کہہ دیا کہ تین الفاظِ طلاق سے میری نیت تین طلاقوں کی نہ تھی بلکہ ایک طلاق کی تھی دوسرا تیسرا لفظ میں نے اسی ایک طلاق کو پکا کرنے کیلئے بولا ہے جیسا کہ آج کل کتنے ہی لوگ ہیں جو مختلف مقاصد ومفادات کی خاطر جھوٹ بول دیتے ہیں بلکہ مذہب تبدیل کر لیتے ہیں جیسا کہ تین طلاقوں کے مسئلہ میں یہ کھیل تماشا ہو رہا ہے ان بدلے ہوئے حالات کے تحت حضرت عمر فاروقؓ نے فیصلہ فرمایا کہ اگر آئندہ کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین الفاظِ طلاق کہے تو ہم ان تین الفاظِ طلاق کو تین طلاق شمار کریں گے اور اس کی نیت نہ پوچھیں گے ۔۔۔۔۔ اگر وہ وضاحت کرے گا کہ میری نیت ایک طلاق کی تھی تو ہم یہ وضاحت قبول نہیں کریں گے پس حضرت عمرؓ نے صریح طلاق میں نیت پر دارو مدار رکھنے کی بجائے طلاق کے الفاظ پر رکھ دیا صحابہ کرامؓ بھی حالات کی تبدیلی کا مشاہدہ کر رہے تھے اس لئے کسی ایک صحابیؓ نے بھی حضرت عمر فاروقؓ کے اس فیصلے سے اختلاف نہیں کیا لہٰذا اس مسئلے پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہو گیا کہ جو آدمی اپنی بیوی کو تین دفعہ کہہ دے **انتِ طلاق، انتِ طلاق** تو وہ تین طلاقیں شمار ہونگی اور اس کی نیت کا اعتبار نہ ہوگا اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین دفعہ الفاظِ طلاق کہہ دے اور ہر لفظ کے ساتھ جدا طلاق کی نیت کرے تو اس کا ایک طلاق ہونا نہ قرآن سے ثابت ہے نہ صحیح حدیث سے اس پر نہ نبی پاک ﷺ کا فیصلہ دیکھایا جا سکتا ہے نہ کسی صحابیؓ یا تابعیؒ کا۔۔۔ دیدہ باید۔۔۔ غیر مقلدین نے اس حدیث کا جو مفہوم سمجھ رکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین دفعہ صریح طلاق کے الفاظ کہتا اور نیت بھی تین طلاق کی ہوتی تو اس کو

ایک طلاق قرار دیا جاتا یہ انکی اپنی رائے ہے اس حدیث میں نہ مجلس واحد کی قید ہے نہ تین الفاظِ طلاق سے تین طلاقوں کی نیت کا ذکر ہے اپنے ناقص فہم سے خود ہی ایک مفہوم اختراع کر لیا پھر اپنے اختراع کردہ مفہوم کا نام حدیث رسول ﷺ رکھ کر شور مچا دیا کہ یہ نبی پاک ﷺ کی حدیث ہے اور جس نے ان کے اختراعی مفہوم سے اختلاف کیا اس پر فتویٰ لگا دیا کہ یہ آدمی رسول ﷺ اور حدیث رسول ﷺ کا منکر ہے حالانکہ اس نے انکے اختراعی مفہوم کا انکار کیا ہے حدیث کا انکار نہیں کیا پھر یہ مفہوم حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے مذکورہ بالا فتوے سے بھی متصادم ہے اگر غیر مقلدین کو اس مفہوم پر اصرار ہے جو انہوں نے اپنی کج فہمی اور بدفہمی سے سمجھا ہوا ہے ۔۔۔تو صحیح مسلم رص ۴۵۱ رج ا پر متعہ کے بارے میں حدیث موجود ہے۔ عن جابر بن عبداللہ کنا نستمتع بالقبضة من التمر والدقيق الايام علىٰ عهدِ رسول الله ﷺ وابی بکرؓ حتىٰ نهىٰ عنه عمر۔

ترجمہ : جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہؐ اور ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کے زمانے میں ایک مٹھی کھجور اور گندم کے عوض چند ایام کے لئے متعہ کرتے تھے پھر عمر فاروقؓ نے اس سے منع کر دیا غیر مقلدین کو چاہیئے کہ اس حدیث کے مطابق متعہ بھی کیا کریں اور عمر فاروقؓ کے فیصلے کو یہاں بھی رد کر دیں اور اگر وہ اس حدیث کے ظاہری مطلب کو چھوڑ کر اور معنیٰ کرتے ہیں تو اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث کا وہ مطلب نہیں جو ظاہری طور پر غیر مقلدین نے سمجھا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب وہی ہے جو باقی علماء امت نے مراد لیا ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو تین دفعہ الفاظِ طلاق کہے اور پھر کہے کہ میری نیت ایک طلاق کی تھی تو یہ اسکی وضاحت عہدِ نبوت، عہدِ صدیقیؓ اور خلافتِ فاروقیؓ کے دو سال تک قبول کر کے ایک طلاق قرار دی جاتی مگر بعد میں حالات بدل جانے کی وجہ سے حضرت عمر فاروقؓ نے اس وضاحت کو قبول کرنا چھوڑ دیا آئندہ کیلئے فیصلہ ہوا کہ اس طرح تین الفاظِ طلاق کو تین ہی شمار کیا جائے گا اور اس میں کہنے والے کی نیت نہیں پوچھی جائیگی اور اگر وہ ایک طلاق دینے کی نیت بتائے گا تو اس کی یہ وضاحت تسلیم نہیں کی جائے گی تا کہ جھوٹ بولنے کی آڑ میں حرام کاری اور زنا کاری لازم نہ آئے اس کا وہ مطلب ہرگز نہیں جو غیر مقلدین نے سمجھ رکھا ہے۔۔۔۔(جاری ہے)

عصرِ حاضر کے غیر مقلدین کی راہ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ سے جدا ہے!

حضرت مولانا نور محمد قادری تونسوی مدظلہ

جمہور علماء اسلام کتاب وسنت کی روشنی میں اور تجربات کی بنیاد پر فرماتے ہیں کہ عامۃ المسلمین یعنی غیر مجتہدین کے لئے ہر قسم کے خطرات سے سلامتی کی راہ یہی ہے کہ وہ ائمہ اربعہؒ میں سے کسی ایک معین امام کی تقلید واتباع کر کے کتاب وسنت پر عمل کریں۔ ان کے لئے سب سے زیادہ اسلم اور احوط راستہ یہی ہے کیونکہ عصر حاضر کے لوگوں کے لئے ائمہ اربعہؒ سے جداگانہ رائے قائم کرنا گمراہی ہے اور کوئی مسئلہ کسی امام کا اور کوئی کسی کا لے کر چلنا بھی درحقیقت امام کی اتباع کے نام پر اتباع خواہش ہے جو آدمی کے دین وایمان کے لئے خطرے کا سنگ میل ہے۔ جیسے ملتان کے نشتر ہسپتال کے یا بہاولپور کے بی وی ہسپتال کے تمام ڈاکٹر صاحبان اپنے اپنے مقام پر اپنے فن کے ماہر اور سپیشلسٹ ہیں لیکن مریض کی خیر اسی میں ہے کہ کسی ایک ڈاکٹر صاحب سے اپنا علاج کرائے۔ اگر کوئی مریض گولیاں ایک ڈاکٹر صاحب کی، کیپسول دوسرے ڈاکٹر صاحب کے اور انجکشن تیسرے ڈاکٹر صاحب کا استعمال کرتا ہے تو یہ طریقہ علاج نہ ہی اس کی صحت کے لئے مفید ہے اور نہ ہی کوئی ڈاکٹر صاحب اسے درست قرار دے گا تو جس طرح تمام ڈاکٹر صاحبان کامیاب معالج ہیں ہر مریض کے لئے حفظان صحت کے لئے کسی ایک کا علاج ضروری ہے اسی طرح تمام ائمہ کرام اور مجتہدین قرآن وحدیث اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ماہر ہیں دین وایمان کی حفاظت کے لئے کسی ایک امام معین کی تقلید میں قرآن وحدیث پر عمل کرنا ضروری ہے لیکن عصر ہذا کے غیر مقلدین عجیب سوچ اور غریب ذہنیت کے مالک ہیں سادہ لوح اور اردو خواندہ حضرات کو پہلے تو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم قرآن وحدیث پر چلنے اور عمل کرنے والے ہیں اور اگر علماء احناف ثابت کر دیں کہ ان کا فلاں انفرادی مسئلہ قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے تو پھر یہ حضرات حرمین شریفین والوں کا حوالہ دے کر کہتے ہیں کہ ہم ان کے ہم مسلک ہیں اور اگر دلائل سے ثابت کر دیا جائے کہ اہل حرمین سے ان کا کوئی واسطہ نہیں کیونکہ وہ

مقلد ہیں اور یہ غیر مقلد تو پھر یہ لوگ ائمہ اربعہؒ میں سے کسی ایک امام کا سہارا ڈھونڈ ھتے ہیں کہ جس طرح ہم کرتے ہیں وہ فلاں امام بھی ایسے کرتا ہے حالانکہ یہ لوگ ائمہ کرام کی اتباع اور تقلید کو شرک بتاتے ہیں لیکن جب پھنس جاتے ہیں تو جان چھڑانے کے لئے اماموں کے دامن میں پناہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

انہیں حالات کے پیش نظر بندہ آپ کی خدمت میں چند ایسے مسائل پیش کرتا ہے جن میں یہ لوگ چاروں اماموں سے جداگانہ مسلک رکھتے ہیں۔

1...... فقہ کے چاروں اماموں کے نزدیک نماز تراویح بیس رکعت سے کم نہیں ہے جبکہ عصر حاضر کے غیر مقلدین آٹھ رکعت تراویح کے قائل اور عامل ہیں حالانکہ آٹھ رکعت تراویح کسی امام کا مسلک نہیں ہے۔

2...... عصر حاضر کے غیر مقلدین نماز جنازہ میں جہر کرتے (اونچی آواز سے تلاوت) ہیں حالانکہ نماز جنازہ میں جہر کرنا کسی امام کا مسلک نہیں ہے صرف امام کے لئے تکبیرات اربعہ میں جہر ہے جنازے کے بقیہ امور سراً ادا کرنے ہیں' البتہ اختتام پر امام کا سلام بھی جہری ہوگا لیکن غیر مقلدین کا امام جنازہ میں سب کچھ جہر سے کرتا ہے جیسے کوئی عید یا جمعہ نماز پڑھ رہا ہو۔

3...... اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی یا جدا جدا کر کے دیتا ہے تو چاروں اماموں کے نزدیک بہر صورت تین طلاقیں پڑ جاتی ہیں اور عورت بجز شرعی و قرآنی حلالہ کے اس کے نکاح میں دوبارہ نہیں آ سکتی لیکن غیر مقلدین تین اکٹھی طلاقوں کو کالعدم قرار دے کر عورت اس مرد کو واپس کر دیتے ہیں حالانکہ یہ کسی امام کا مسلک بھی نہیں ہے۔

4...... عصر حاضر کے غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اگر مقتدی امام کے پیچھے سورت فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوتی حالانکہ نماز نہ ہونے کا فتویٰ کسی امام نے بھی نہیں دیا ائمہ اربعہؒ میں سے کسی ایک امام کا بھی یہ فتویٰ نہیں ہے کہ اگر مقتدی فاتحہ نہ پڑھے تو نماز فاسد یا باطل ہے۔

5...... عصر حاضر کے غیر مقلدین بوقت وضوء اونی' نائیلونی اور سوتی مروجہ باریک جرابوں پر مسح

کرتے ہیں حالانکہ اس قسم کی جرابوں پر مسح کرنا ائمہ اربعہؒ میں سے کسی امام مجتہد کا مذہب نہیں ہے بعض حضرات نے ایسی جرابیں جو اپنے موٹاپے کی وجہ سے پنڈلی پر خود بخود ٹھہری ہوں اور ان میں پانی فوراً داخل نہ ہو اور تین میل بغیر جوتا کے چلنے سے نہ پھٹیں تو ایسی جرابوں پر مسح کو جائز کہا ہے کیونکہ یہ جرابیں موزوں کے حکم میں ہیں باقی رہیں ہر قسم کی عام مروجہ جرابیں تو ان پر مسح کرنا سوائے غیر مقلدین کے کسی امام نے جائز قرار نہیں دیا۔

6...... عصر ہذا کے غیر مقلدین نماز جنازہ میں اپنے مذہب کے مطابق سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی اور سورت بھی ملاتے ہیں حالانکہ ائمہ اربعہؒ میں سے کوئی امام بھی نماز جنازہ میں ضم سورت کا قائل نہیں ہے امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ تو نماز جنازہ میں کسی قسم کی قرات قرآن کے قائل نہیں ہیں نہ فاتحہ، نہ کسی اور سورت کے، جیسا کہ موطا امام مالک میں حضرات ابوہریرہؓ کی روایت میں موجود ہے البتہ اما شافعیؒ صرف سورۃ فاتحہ کے قائل ہیں اس کے علاوہ کسی سورۃ کے پڑھنے کے قائل نہیں ہیں لیکن غیر مقلدین فاتحہ کے ساتھ سورۃ قرآن بھی شامل کرتے ہیں حالانکہ ائمہ اربعہؒ میں سے کوئی ایک امام بھی نماز جنازہ میں ضم سورۃ کا قائل نہیں ہے۔

7...... اس دور کے غیر مقلدین نماز جنازہ میں پانچ تکبیروں کے قائل ہیں اور بعض علاقوں میں اس پر عامل بھی ہیں حالانکہ چاروں اماموں کا اتفاق ہے کہ نماز جنازہ چار تکبیروں پر مشتمل ہے۔

8...... ائمہ اربعہؒ کا اتفاق ہے کہ جو شخص نماز یا جماعت میں امام کو رکوع میں پالے اس کی وہ رکعت ہو گئی لیکن اس کے برعکس عصر حاضر کے غیر مقلدین کہتے ہیں کہ رکوع میں شامل ہونے سے رکعت نہیں ہوتی حالانکہ یہ مسئلہ کسی امام کا نہیں ہے۔

9...... عصر حاضر کے غیر مقلدین فتوی دیتے ہیں کہ بھینس کی قربانی جائز نہیں ہے حالانکہ ائمہ اربعہؒ کی فقہ میں بھینس کی قربانی کو جائز قرارا دیا گیا ہے کیونکہ ''بقرہ'' کا لفظ لغت اور فقہ کی رو سے گائے اور بھینس دونوں کو شامل ہے اور دونوں کا ایک ہی حکم ہے جس طرح گوشت دودھ وغیرہ دونوں کا حلال و پاک ہے اسی طرح قربانی بھی دونوں کی جائز ہے لیکن اس دور کے غیر مقلدین بھینس کی قربانی کو ناجائز کہتے ہیں حالانکہ یہ کسی امام مجتہد کا مسلک نہیں ہے۔

10...... ائمہ مجتہدین اوران کے پیروکار فرماتے ہیں کہ ایک عام مسلمان جو اتنی صلاحیت نہیں رکھتا براہ راست بذریعہ اجتہاد کتاب وسنت سے مسائل کا استنباط کر سکے اس کے لئے کسی مجتہد کی تقلید اور پیروی ضروری ہے کہ وہ اپنے امام مجتہد کی رہنمائی میں قرآن وحدیث پر آسانی سے عمل کر سکے جبکہ عصر ہذا کے غیر مقلدین ائمہ دین کی تقلید واتباع کو حرام بلکہ شرک بتاتے ہیں اور اس بات پر اکساتے ہیں کہ وہ بے علم ہونے کے باوجود اجتہاد واستنباط ہر شخص کے بس کا روگ نہیں ہے اس لئے جمہور اہل اسلام عامۃ المسلمین کو سلامتی کی راہ دکھاتے ہیں اور غیر مقلدین اس سلامتی کی راہ سے ہٹاتے ہیں حالانکہ یہ کسی امام کا مسلک نہیں ہے۔

11...... عصر حاضر کے غیر مقلدین حضور اکرم ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کی نیت سے سفر کرنے کو جائز نہیں سمجھتے جبکہ چاروں امام اوران کے پیروکار اس کو افضل القربات سمجھتے ہیں۔

12...... ائمہ اربعہؒ اوران کے متبعین کا عقیدہ ہے کہ ہر مردے کی روح کا قبر میں اعادہ ہوتا ہے جس کی کنہ وحقیقت اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور اسی اعادہ کی وجہ سے مردہ انسان کا نکرین کے ذریعہ امتحان لیا جاتا ہے اور پھر اسی زمین والی قبر میں جزا اور سزا کا سلسلہ قیامت تک رہتا ہے چونکہ روح کا دنیا والے جسد کے ساتھ ایک خاص قسم کا تعلق رہتا ہے جس کیوجہ سے روح اور دنیا والا جسد دونوں دکھ سکھ اور ثواب وعذاب کو محسوس کرتے رہتے ہیں چاہے یہ جسد جس حالت میں بھی مستحیل ہو جائے بہر حال وہ قبر کی کاروائی میں شریک رہتا ہے لیکن عصر ہذا کے غیر مقلدین اس زمین والی قبر کی جزاوسزا میں شرکت کے قائل نہیں ہیں نہ ہی اعادہ روح اور تعلق کے قائل ہیں اور نہ ہی دنیا والے جسد کے جزاوسزا میں شرکت کے قائل ہیں بلکہ یہ لوگ روح کے لئے ایک اور جسد تجویز کرتے ہیں اور اصل جسد کو جزاوسزا سے محروم گردانتے ہیں حالانکہ یہ کسی امام کا مذہب نہیں ہے۔

13...... ائمہ اربعہؒ اوران کے مقلدین کا یہ عقیدہ ہے کہ وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں اور جواب مرحمت فرماتے ہیں لیکن اس دور کے غیر مقلدین اس اجماعی عقیدہ کا انکار کرتے ہیں بلکہ تردید کرتے ہیں حالانکہ یہ کسی امام

کا مسلک نہیں ہے۔

14......ائمہ اربعہؒ اور ان کے مقلدین کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مزار اقدس کی زیارت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے استشفاع (شفاعت کی درخواست کرنا) جائز ہے کیونکہ قرآن مجید کی آیت.....ولوانهم اذظلموا انفسهم جاء وك (الآية) کا حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد باقی ہے۔لہٰذا ہر زائر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں یہ درخواست پیش کرسکتا ہے کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ میرے لئے دعا فرمائیں' میری شفاعت فرمائیں لیکن عصر ہذا کے غیر مقلدین اس استشفاع کا انکار کرتے ہیں' حالانکہ یہ کسی امام کا عقیدہ نہیں ہے۔

15......ائمہ اربعہؒ کے نزدیک توسل بالانبیاء والصالحین جائز وثابت ہے لیکن اس دور کے غیر مقلدین اس کا انکار کرتے ہیں اور اس کو شرک بتاتے ہیں حالانکہ یہ کسی امام کا مذہب نہیں ہے۔

قارئین کرام! بندہ عاجز نے یہ چند مثالیں پیش کی ہیں کہ اس دور کے غیر مقلدین کو ائمہ اربعہ رحمھم اللہ سے اختلاف ہے اور ان کی راہ ان سے جدا ہے۔اس کے علاوہ بھی اس کی مثالیں بکثرت موجود ہیں صرف نمونہ کے طور پر پندرہ مسائل لکھے گئے ہیں اہل علم حضرات خود بھی اس کی اور مثالیں تلاش کرسکتے ہیں جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ مجبور ہوکر کبھی اہل حرمین شریفین کو اپنا ہم مسلک باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں اور کبھی ائمہ اربعہؒ میں سے کسی امام کے دامن میں پناہ لینے کی کوشش کرتے ہیں درحقیقت ان کا مسلک اور راستہ اہل حرمین اور ائمہ اربعہؒ سے علیحدہ اور جدا ہے اور جس طرح یہ اہل حرمین اور ائمہ اربعہؒ میں سے کسی ایک کے صرف نام لیوا ہیں اسی طرح قرآن وحدیث کے بھی صرف نام لیوا ہیں۔

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ائمہ اربعہ رحمھم اللہ میں سے ایک معین بالخصوص سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کی تقلید' پیروی اور اتباع میں قرآن وحدیث پر عمل کرنے کی توفیق اور اس پر استقامت نصیب فرمائے۔آمین!

... دوسری سند۔۔ جلاء الافہام کے حوالہ سے نقل کی ہے اور اس پر اعتراض کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن احمد الاعرج مجہول الحال راوی ہے۔

الجواب۔۔ عبدالرحمٰن بن احمد مجہول العین ہے نہ مجہول الحال ہے۔

مجہول العین اس لئے نہیں ہیں کہ ان سے روایت کرنے والے دو افراد روایت کر رہے ہیں

(۱) ابوالشیخ اصبہانی (۲) القاضی ابواحمد محمد بن ابراہیم (تاریخ اصبہان ج ۲ ص ۱۱۳)

اگر کسی راوی سے روایت کرنے والے دو ہو جائیں تو جہالت عینی مرتفع ہو جاتی ہے۔

(۱)... علامہ عبدالحی لکھنوی فرماتے ہیں

ثم ان جهالة العين ترتفع برواية اثنين (الرفع والتکمیل ص ۲۴۸)

ترجمہ : جہالت عینی دو راویوں کے اس سے روایت کرنے سے مرتفع ہو جاتی ہے۔

(۲)... خطیب بغدادی فرماتے ہیں۔

عن محمدبن يحيىٰ ذهلی قال اذاروی عن المحدث رجلان ارتفع عنه جهالة الاسم (الکفایہ ص ۸۸)

ترجمہ : محمد بن یحییٰ ذھلی سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جب محدث سے دو راوی روایت کریں تو اس سے جہالت کی جرح مرتفع جائیگی۔

(۳)... علامہ تقی الدین سبکیؒ لکھتے ہیں۔

وبرواية اثنين تنتفی جهالة العين (شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام ص ۸)

ترجمہ : اور دو کی روایت سے جہالت عینی مرتفع ہو جاتی ہے۔

(۴)... علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں۔

قال الدار قطنی من روی عنه ثقتان فقد ارتفعت جهالته و ثبت عدالته (فتح المغیث ص ۱۳۸)

ترجمہ: دارقطنی نے کہا جس سے دو ثقہ راوی روایت کریں اس کی جہالت مرتفع ہو جاتی ہے اور عدالت ثابت ہو جاتی ہے۔

(۵)... ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں۔

من روی عنه ثلاثة وقیل اثنان لیس بمجهول (الاستذکار باب الوضوء مما مست النار)

ترجمہ: جس سے تین اور کہا گیا ہے دو راوی روایت کرنے والے ہوں وہ مجہول نہیں۔

(نوٹ) یہ تمام حوالہ جات الرفع والتکمیل ص ۲۴۸ سے ص ۲۵۳ تک دیکھے جا سکتے ہیں اور مجہول الحال بھی نہیں اس لئے کہ اس سند کو علماء جید کہتے ہیں۔

(۱)۔ ابن قیمؒ کا اسی حدیث سے استدلال کرنا دلیل صحت ہے۔

(۲)۔ دو صد کے قریب کتب کے مصنف فقیہ مورخ محدث اصولی علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں۔

قال رسول الله صلی علیه وسلم من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی من بعید اعلمته اخرجه ابو الشیخ فی الثواب له من طریق ابی معاویه عن الاعمش عن ابی صالح عنه ومن طریقه الدیلمی وقال ابن قیم انه غریب قلت وسنده جید کما افاده شیخنا نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری قبر کے قریب درود پڑھے گا میں خود اسے سنوں گا اور جو دور سے پڑھا جائے گا مجھے بتلا دیا جائے گا۔ ابوالشیخ نے کتاب ثواب الاعمال میں اسی کو ابو معاویہ عن الاعمش عن ابی صالح عنہ کے طریق سے نقل کیا ہے اور اسی طریق سے دیلمی نے نقل کیا ہے اور ابن قیمؒ نے کہا یہ غریب ہے میں کہتا ہوں اس کی سند جید ہے جیسا کہ ہمارے شیخ (ابن حجرؒ) نے بتلایا (القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع ص ۱۶۱)

(۳)۔ سلطان المحدثین ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں قال میرك نقلا عن الشیخ ورواه ابو الشیخ

وابن حبان فی کتاب ثواب الاعمال بسند جید میرک شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ اس کو ابوالشیخ اور ابن حبان نے کتاب ثواب الاعمال میں جید سند کے ساتھ نقل کیا ہے (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح ج۱ص ۳۴۷)

(۴)۔حافظ ابن حجرؒ اس سند کے بارے میں فرماتے ہیں جید ہے (فتح الباری ص۳۵۲ ج۶) میں چار کتابیں لکھی ہیں۔

(۵)۔خاتم المحدثین علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں اخرجہ ابوالشیخ فی کتاب الثواب بسند جید ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں جید سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(۶)۔علامہ سمہودی فرماتے ہیں۔قال السبکی وسیا تی مایدل علی انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یسمع من یسلم علیه عندقبره ویرد علیه عالما بحضوره عند قبره۔علامہ سبکیؒ فرماتے ہیں عنقریب اس پر دلائل آرہے ہیں کہ جو قبر کے قریب سلام پیش کیا جائے وہ خود سنتے ہیں اور اسی کا جواب دیتے ہیں اور اس کا قبر کے پاس ہونے کا علم ہوتا ہے۔(وفاء الوفاء ص ۱۳۷۸ج۴) اس حدیث کی تائید دوسری حدیث بھی کرتی ہے علامہ سمہودیؒ فرماتے ہیں۔

قلت روی عبدالحق فی الاحکام الصغری وقال اسناد صحیح عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم مامن احد یمربقرا خیه المئومن کان یعرفه فیسلم علیه الاعرفه ورد علیه السلام۔(ایضاً)

میں کہتا ہوں عبدالحق نے احکام صغراں میں روایت کی ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں کوئی مسلمان اپنے بھائی کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جو اس کو پہچانتا ہو تو یہ جب اس کو سلام کرتا ہے وہ اس کو پہچانتا بھی ہے اور سلام کا جواب بھی دیتا ہے۔۔۔(جاری ہے)

اکاذیب غیر مقلدین (زبیر علی زئی کے مزید دس جھوٹ)

فضیلۃ الشیخ علامہ عبدالغفار ذہبی مدظلہ (سابق غیر مقلد)

علی زئی جھوٹ نمبر 51: علی زئی لکھتا ہے کہ یہ چاروں مجتہدین و دیگر علماء مسلمانوں کو تقلید سے منع کرتے ہیں۔ (تعاقب اوکاڑوی للعلیزئی ص ۳۸)

(تبصرہ)۔ امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی الحنفی م ۳۲۱ھ یہ مشہور امام فقیہ محدث ناقد ہے اور امام نسائی وغیرہ کا تلمیذ ہے۔ امام طبرانی و امام ابن عدی وغیرھما کا استاذ ہے اور ثقہ بالاجماع ہے (تذکرۃ الحفاظ والعبر وسیر اعلام النبلاء للذہبی) جبکہ انہوں نے بادلیل پیروی کو تقلید قرار دیا ہے۔ دیکھئے (سنن طحاوی ج ۱ ص ۱۵۵ و ص ۱۹۶ ص ۲۱۶) اور اپنی کتاب میں امتیوں یعنی صحابہؓ و تابعین و ائمہ کے اقوال کو بغیر مطالبہ دلیل قبول کیا ہے جو کہ تقلید محمود ہے دیکھئے (سنن طحاوی) جبکہ علیزئی کذاب خبیث کا امام ابوجعفر الطحاوی پر سیاہ ترین جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر 52: علی زئی لکھتا ہے کہ یہ چاروں مجتہدین و دیگر علماء تمام مسلمانوں کو تقلید سے منع کرتے ہیں۔ (تعاقب اوکاڑی للعلیزئی ص ۳۸)

(تبصرہ)۔ امام ابوالحسن الکرخی الحنفی م ۳۴۰ھ یہ مشہور امام فقیہ و محدث ہے ائمہ انکو الشیخ الامام الزاہد مفتی العراق شیخ الحنفیہ الفقیہ و کان من العلماء العباد و خرج له اصحاب ائمة و کان قانعاً متعففاعابداً صواماً قواماً کبیر القدر و کان صدوقاً قرار دیا ہے دیکھئے (سیر اعلام النبلاء للذہبی ج ۱۰ ص ۲۳۶ والعبر للذہبی ج ۱ ص ۳۳۰ و تاریخ بغداد للخطیب ج ۳ ص ۳۸۶) نے صحابیؓ کی تقلید کو لازمی و واجب اور مطلق تقلید کو جائز قرار دیا ہے مثلاً (۱) قال الامام الحافظ الفقیه علاوالدین محمدالسمر قندیؒ۔ باب فی تقلید الصحابیؓ۔ وقال بعض اصحابنا یلزمه تقلیده و الیه ذهب الکرخی و الجصاص الخ (والصحیح یلزم بلاضمیر)

(۲)۔ وقال الامام ابن الحاج لايمنع من التقليد مطلق وعليه سفيان الثوری واسحاق وابو حنيفة علی ماذکر الکرخی والرازی الخ

(المیزان فی اصول الفقہ للسمرقندی ص۳۵۳۔۳۵۴ والتقریروالتحبیر لابن الحاج ج۳ص۴۲۰وص ۴۲۱) جو خود تقلید محمود کے جواز کو نقل کرے اور تقلید کرنے والا مقلد ہو وہ کسی اور کو تقلید سے کیسے منع کرے گا امام کرخیؒ نے صحابہؓ وتابعینؒ وائمہ مجتہدینؒ کے اقوال کو بغیر مطالبہ دلیل تقلیداً قبول کیا ہے دیکھئے (التجرید للقدوری) یہ علی زئی دجال کا امام ابوالحسن الکرخیؒ جیسے فقیہ ومحدث پر سفید جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر 53: علی زئی لکھتا ہے کہ یہ چاروں مجتہدین ودیگر علماء تمام مسلمانوں کو تقلید سے منع کرتے ہیں۔(تعاقب اوکاڑی للعلیزئی ص۳۸)

(تبصرہ)۔ امام ابوعثمان سعید بن عمرو البرذعیؒ م۲۹۲ھ یہ مشہور امام ہے ائمہ نے (الامام الحافظ رحال جوال مصنف (سیراعلام النبلاء لذھبی ج۹ص۳۷۱ وغیرہ) قرار دیا ہے نے تقلید محمود کو واجب قرار دیا ہے اور تقلید کو اتفاقی عمل قرار دیا ہے مثلاً قال الامام ابوعثمان سعيد بن عمرو البرذعیؒ تقليد الصحابی واجب۔ الیٰ ان قال قداتفق عمل اصحابنا بالتقليد وفی رواية وعليه ادرکنا مشائخنا الخ

دیکھئے (اصول البزدوی ص۲۳۴ الیٰ ص ۲۳۶ وتقویم الادلہ فی اصول الفقہ لابی زید الدبوسی ص ۲۵۶ وکشف الاسرار شرح علی المنار للنسفی ج۲ص۱۷۴ واصول الجصاص للرازی ج۲ص۱۷۲)
جو تقلید محمود کو واجب اور تقلید کو اتفاقی قرار دے اور تقلید والے عمل پر اتفاقی ومعمول بھا کی تصریح کرے ایسے امام محدث پر علی زئی دجال کا یہ سیاہ ترین جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر 54: علی زئی لکھتا ہے کہ یہ چاروں مجتہدین ودیگر علماء تمام مسلمانوں کو تقلید سے منع کرتے ہیں۔(تعاقب اوکاڑی للعلیزئی ص۳۸)

(تبصرہ)۔ امام ابوبکر الجصاص الرازی الحنفی م ۳۷۰ھ یہ مشہور امام حافظ محدث مفسر ہیں ائمہ نے انکو (الامام العلامة المفتی المجتهد عالم العراق الحنفی صاحب التصانیف الحافظ المحدث والفقیه امام اصحاب الرای فی وقته وکان مشهوراً بالذهد والورع قرار دیا ہے۔ دیکھئے سیر اعلام النبلاء للذھبی ج ۱۰ ص ۵۳۹ وتذکرۃ الحفاظ للذھبی ج ۳ ص ۱۱۳) وتاریخ بغداد الخطیب ج ۴ ص ۱۳۸ نے جواز تقلید محمود اور مقلد کے ایمان کو صحیح قرار دیا ہے مثلاً

(۱)۔ قال الامام الحافظ المحدث الفقیه المفسر ابوبکر الجصاص الرازیؒ باب القول فی تقلید الصحابی اذا لم یعلم خلافه الی ان قال کان یری (ای ابویوسف) ان تقلید الصحابی اذا لم یعلم خلافه من اهل عصره اولی من القیاس (۲) وقال ایضاً باب ایمان المقلد صحیح الی ان قال واعلم ان ایمان المقلد صحیح الی ان قال وقالت الاشعریه والمعتزلة لایصح الایمان بالتقلید ویقولان العامة (قال الرازی) وهذا قبیح الخ (اصول الجصاص الرازی ج۲ ص ۱۷۲ ص ۱۷۳ و شرح بدء الامالی للرازی ص ۳۰۲ ط بیروت) قارئین جو امام فقیہ ومحدث مفسر تقلید اور مقلد کے ایمان کو صحیح قرار دیتا ہو اور انکار تقلید کرنے والوں کا رد کرتا ہو اس پر علی زئی غیر مقلد دجال کا یہ سیاہ ترین جھوٹ ہے۔

(تنبیہ) اس سے پتہ چلا کہ مقلدین کو کافر اور بے ایمان کہنے والے معتزلہ اور بعض اشعری تھے اور غیر مقلدین ان کی روحانی اولاد ہیں۔

علی زئی جھوٹ نمبر 55: علی زئی لکھتا ہے کہ یہ چاروں مجتہدین و دیگر علماء تمام مسلمانوں کو تقلید سے منع کرتے ہیں۔ (تعاقب اوکاڑی للعلیزئی ص ۳۸)

(تبصرہ)۔ امام خطابی الشافعی م ۳۸۸ھ یہ مشہور امام ہے ائمہ نے ان کو الامام العلامه الحافظ صاحب التصانیف و عنی بهنا الشان متناً واسناداً الفقیه الادیب صاحب

معالم السنن و كان علامة محققا(سير اعلام النبلا للذهبي ج ١ ص ١١ والعبر للذهبي ج ١ ص ٣٩٤) قرار دیا ہے نے احکام میں تقلید محمود کو جائز قرار دیا ہے اور تقلید محمود کی ترغیب دی مثلاً

قال الامام الخطابي (تحت حديث الدين النصيحة) وقد يتناول ذالك على الائمة الذين هم علماء الدين وان من نصيحتهم قبول مارووه وتقليد هم في الاحكام واحسان لظن بهم (شرح مسلم للنووي ج١ ص ٥٤)

امام خطابی جیسے امام ومحدث ومحقق جو تقلید محمود و تقلید کی ترغیب دینے والے مقلد الشافعی ہیں پر علی زئی اکذب الناس کا واضح ترین جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر 56: علی زئی لکھتا ہے کہ یہ چاروں مجتہدین ودیگر علماء تمام مسلمانوں کو تقلید سے منع کرتے ہیں۔(تعاقب اوکاڑی للعلیزئی ص۳۸)

(تبصرہ)۔ امام حافظ محدث فقیہہ ابوزید الدبوسی القاضی البخاری الحنفی م۴۳۰ھ یہ مشہور امام ہے ائمہ نے انکو العلامة شيخ الحنفية القاضي البخاري عالم ماورا النهر و كان من اذكيا الامة وكان احد من يضربه المثل في النظر واستخراج الحجج (سیر اعلام النبلاء للذھبی ج ص۲۸۳ والعبر للذھبی ج ص ۴۴۷) نے تقلید محمود کو واجب وصحیح نقل کیا ہے اور تقلید کی اقسام بیان کی ہیں مثلاً باب القول في تقليد الصحابي والتابعي قال ابو (عثمان) سعيد البرذعي تقليد الصحابي واجب الى ان قال وعليه ادركنا مشائخنا الخ (تقويم الادلة في اصول الفقه للدبوسی ص٢٥٦، ٢٥٧) یہ امام ابوزید البخاری جیسے امام پر علی زئی دجال کا سیاہ ترین جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر 57: علی زئی لکھتا ہے کہ یہ چاروں مجتہدین ودیگر علماء تمام مسلمانوں کو تقلید سے منع کرتے ہیں۔(تعاقب اوکاڑی للعلیزئی ص۳۸)

(تبصرہ)۔ امام ابومنصور عبدالقاہر البغدادی الشافعی م ۴۲۹ھ یہ مشہور امام محدث فقیہ اصولی ہے ائمہ نے انکو (العلامه البارع المتفنن الاستاذ صاحب التصانيف البديعة واحد اعلام الشافعيه الاستاذ من ائمة الاصول وصدور الاسلام باجماع اهل الفضل بديع الترتيب غريب التاليف اماما مقدما مفخماً
قرار دیا ہے (سیر اعلام النبلاء للذھبی ج ۱۱ ص ۳۱۴) نے تقلید وتقلیدی ایمان کو صحیح ومقلد کو صحیح الاسلام نقل کیا اور قرار دیا ہے مثلاً

قال ابو منصور المسالة الخامسة من هذا لاصل فی ايمان من اعتقد تقليد قال اصحابنا(ای الشافعية) كل من اعتقد اركان تقليد امن غير معرفة بادلتها الی ان قال قال هو مؤمن وحكم له الاسلام له لازم الی ان قال هذا قول الشافعی الخ (اصول الدین لابی منصور ص ۲۸۰،۲۸۱) جو امام خود مقلد شافعی ہو تقلید محمود کرتا ہو اس پر علی زئی کذاب کا سیاہ ترین جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر 58: علی زئی لکھتا ہے کہ یہ چاروں مجتہدین ودیگر علماء تمام مسلمانوں کو تقلید سے منع کرتے ہیں۔ (تعاقب اوکاڑی للعلیزئی ص ۳۸)

(تبصرہ)۔ امام ابوبکر البیہقی الشافعی م ۴۵۸ھ یہ مشہور امام محدث ہے ائمہ نے انکو (هو الحافظ العلامه الثبت الفقيه شيخ الاسلام بورك له فی علمه قرار دیا ہے (سیر اعلام النبلاء للذھبی ج ۱۱ ص ۴۵۷۔۴۵۸) نے قرآن وغیرہ کے دلائل پیش کر کے تقریباً تقلید کو واجب قرار دیا ہے مثلاً قال الامام البيهقی باب تقليد العامی للعالم کا باب قائم فرمایا پھر قرآن وغیرہ سے دلائل اثبات تقلید پیش فرمائے دیکھے (المدخل للبیہقی ص ۲۱۲) جو امام خود تقلید محمود کرتا ہو اور تقلید کو قرآنی آیات وغیرہ سے ثابت کرتا ہو وہ تقلید سے کیسے منع کرے گا یہ علی زئی کذاب کا امام بیہقی شافعی جیسے محدث فقیہ امام پر سیاہ ترین جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر 59: علی زئی لکھتا ہے کہ یہ چاروں مجتہدین ودیگر علماء تمام مسلمانوں کو تقلید سے منع کرتے ہیں۔ (تعاقب اوکاڑی للعلیزئی ص ۳۸)

(تبصرہ)۔ امام ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر المالکی م ۴۶۳ھ یہ مشہور امام محدث ہیں ائمہ نے انکو (الامام العلامه حافظ المغرب شيخ الاسلام و كان فقيهاً عابداً مجتهداً فقيه حافظ مكثر و كان امام ديناً ثقه متقنا علامة متجراً صاحب سنۃ واتباع قرار دیا ہے (سیر اعلام النبلاء لذھبی ج ۱۱ ص ۴۵۲۔۴۵۴) نے تقلید کی دو قسمیں بیان فرمائی (۱) جائز تقلید یعنی محمود (۲) حرام تقلید یعنی مذموم اور تقلید کو لازم واجب اور عامی پر تقلید واجب باجماع المسلمین قرار دیا ہے مثلاً قال الامام ابن عبداللہؒ ومايجوزمن التقليد وماحرم منه۔ ومن كانت هذه حاله فالتقليد لازم له فان العامة لابدلها من تقليد علمائها۔ ولم تختلف العلماء ان العامة عليها تقليد علمائها واجمعوا على ان الاعمى لابدله من تقليد غيره ۔فكذالك لاعلم له الى ان قال لا بدله من تقليد عالمه ولا بدله من تقليد عالمه فيما جهله لاجماع المسلمين ۔ (جامع بیان العلم لابن عبدالبر ج ا ص ۳ و ج ۲ ص ۱۱۱ ص ۱۴۰۔۱۴۳۔۱۴۴)

قارئین! جو امام خود مقلد ہو اور تقلید محمود کو قرآنی آیات وغیرہ سے ثابت کرتا ہو اور عامی پر تقلید کو واجب بلا اختلاف اور باجماع المسلمین قرار دیتا ہو وہ تقلید سے کیسے منع کرے گا یہ علی زئی دجال کا امام ابن عبدالبرؒ جیسے امام محدث وفقیہ پر سیاہ ترین جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر 60: علی زئی لکھتا ہے کہ یہ چاروں مجتہدین ودیگر علماء تمام مسلمانوں کو تقلید سے منع کرتے ہیں۔ (تعاقب اوکاڑی للعلیزئی ص ۳۸)

(تبصرہ)۔ امام ابوبکر الخطیب الشافعیؒ م ۴۶۳ھ یہ مشہور امام و محدث ہے ائمہ نے انکو الامام الاوحد العلامه المفتى الحافظ الناقد محدث الوقت صاحب التصانيف وخاتمة

الحفاظ واحفظ اهل عصره على لاطلاق (سیر اعلام النبلاء للذھبی ج۱۱ص۵۱۲۔۵۱۳ نے عامی پر تقلید کو جائز فی احکام الشرعیہ قرار دیا بلکہ جو متجہد نہیں یعنی عامی ہے اس پر تقلید کو فرض قرار دیا اور ایک عالم مجتہد دوسرے عالم مجتہد کی تقلید کے جواز پر ائمہ سے اقوال نقل کئے ہیں مثلاً بـــــاب الكلام فى التقليد وما يسوغ منه ومالا يسوغ۔ بيان مايرجع اليه العامى فى العمل هوالتقليد باب القول فيمن يسوغ له التقليد ومن لايسوغ امامن يسوغ له التقليد فهوالعامى الذى لايعرف طرق الاحكام الشرعية فيجوز له ان يقلد عالما ويعمل بقوله قال الله تعالىٰ (فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون) ولانه ليس من اهل الاجتهادوكان فرضه التقليد كتقليد الاعمى فى القبلة۔ ومن الناس من قال يجوزله تقليد العالم وحكى ذالك عن سفيان الثورى۔ وروى عن محمد بن الحسن الشيبانى انه قال يجوز للعالم تقليد من هواعلم منه الخ (كتاب الفقيه والمتفقه) لخطيب ج٢ ص ٦٦ وص ٦٨ ص ٦٩ ط بيـــــروت) جوامام خود مقلد شافعی ہے اور تقلید محمود کو عامی آدمی پر جائز بلکہ فرض قرار دیتا ہے اور تقلید کو قرآن کی آیت سے ثابت کرتا ہے وہ تقلید سے کیسے کسی کو منع کرے گا یہ علی زئی دجال کا امام ابوبکر الخطیب جیسے محدث ناقد امام پر سیاہ ترین جھوٹ ہے۔ لعنة الله على الكاذبين

رازکی باتیں

(ہاتھی کے دانت دیکھانے کے اور کھانے کے اور)

(محمد عمران سلفی)

تڑ...تڑ...تڑ...ہوائی فائرنگ کے ساتھ ایک شہید کے غائبانہ جنازے کا استقبال کیا گیا:

خالد: اہلحدیث بھائیو! ڈسپلن کا مظاہرہ کریں۔تھوڑی دیر ہمارے استاد زبیر کا بیان ہوگا۔آپ توجہ سے سنیں۔

استاد زبیر: امابعد! میرے اہلحدیث بھائیو! آج آپ کے سامنے جس شہید کا غائبانہ نماز جنازہ ادا ہوگا۔اس کی بہادری کو داد دینی چاہیے اس مرد مجاہد نے جانبازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی جان قربان کردی ہے۔باقی رہا اس شہید کے غائبانہ نماز جنازے کا مسئلہ تو اس بارے میں ہمارا صاف اور واضح موقف ہے کہ شہید کا غائبانہ جنازہ سنت ہے۔نبی کریم ﷺ نے نجاشی کا غائبانہ جنازہ پڑھایا تھا اب صفیں درست کرلیں (جنازے سے فارغ ہوکر گاڑی پر روانہ ہوئے اور سفر شروع کردیا)

استاد زبیر: صدیق بھائی! آج کا پروگرام کیسا رہا؟ مزہ آیا کہ نہیں؟

صدیق: کیا خوب؟۔ویسے استاجی! میرا ایک مشورہ ہے اور بڑا ہی وزنی مشورہ ہے۔

وسیم: کتنا وزنی ہے؟۔۔۔ایک کلو؟۔۔۔دو کلو؟

صدیق: ابے! تجھ سے نہیں اٹھواتا۔۔۔تو پریشان نہ ہو۔

استاد زبیر: مذاق چھوڑو۔۔۔وہ مشورہ کیا ہے؟

صدیق: وہ م۔۔۔م۔۔۔مشورہ تھوڑا سا کڑوا تو لگے گا۔

وسیم: کوئی بات نہیں۔ہم اس میں چینی ملالیں گے۔میٹھا ہوجائے گا۔

صدیق: مشورہ یہ ہے کہ آئندہ آپ بیان نہ کیا کریں۔آپ اگرچہ محقق ہیں۔لیکن جب آپ بیان کرتے ہیں تو انداز عجیب بے ڈھنگا سا ہوتا ہے اس سے آپ کی حیثیت گر جاتی ہے۔

وسیم: یہ کونسی پریشانی والی بات ہے۔جب گر جائے گی۔ہم پھر اٹھا لیا کریں گے۔

صدیق: یار! کسی بات کو سنجیدگی سے بھی لے لیا کرو۔

وسیم: ادھر دو۔اب میں سنجیدگی سے اور دونوں ہاتھوں سے لوں گا۔

استاد زبیر: صدیق بھائی! بات آپ کی قابل غور ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ مناظرہ میں اسی لئے کامیاب نہیں ہوتا۔چلو اب میں صرف قلمی کام کروں گا۔

صدیق: ہاں! اصل بات تو رہ گئی۔

ندیم: رہ گئی تو اب کیا کریں۔واپس جا کر سوار کر کے آئیں؟

صدیق: او بھئی! رہ گئی کا مطلب ہے بھول گئی تھی۔

استاد زبیر: وہ کون سی بات ہے۔

صدیق: وہ یہ کہ آپ نے شہید کا غائبانہ جنازہ کیسے پڑھا دیا؟ حالانکہ یہ تو ہمارے مذہب کے سراسر خلاف ہے۔کیونکہ ہمارے تقریباً تمام اکابر نے لکھا ہے کہ شہید کا تو سرے سے جنازہ ہی نہیں ہے۔مثلاً۔۔۔فقہ محمدیہ ص ۵۷،فتاویٰ اہل حدیث ص ۱۱۵ ج ۲،صلوٰۃ الرسول (سیالکوٹی) ص ۴۴۱،سُبل السلام ص ۱۶۸ ج ۲،روضۃ الندیہ ص ۱۷۰۔

استاد زبیر: ہاں یار بات تو آپ کی صحیح ہے۔لیکن اب ہمارے اندر ایک رواج بن چکا ہے۔اور رواج اس لئے بنا ہے کہ اس سے مسلک کی خوب اشاعت ہوتی ہے اب اگر اس کو غلط کہیں تو عوام ہمارے خلاف ہو جائے گی۔

صدیق: ہیں؟۔۔۔ہیں؟۔۔۔یہ کیا؟ عوام کی خاطر ہم اپنے مسلک کو بھی چھوڑ دیں؟۔۔اس کا مطلب ہے دال میں ضرور کالا کالا ہے یا دوسرے لفظوں میں ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔۔۔اور ادھر دیوبندیوں کو دیکھیں۔وہ تو تختہ دار پر لٹک کر بھی حق گوئی نہیں چھوڑتے۔اور یہی حضور ﷺ کی اصل وراثت ہے۔جب پیغمبر ﷺ کی وراثت ان کے پاس ہے۔تو پھر آج میں واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ میں بھی انہیں کے ساتھ مل کر پیغمبر ﷺ کا وارث بننا چاہتا ہوں۔میں آپ کی طرح منافق نہیں بننا چاہتا (یہ کہہ کر صدیق کار سے اتر گیا)

استاد زبیر: (ہاتھ جوڑ کے) صدیق بھائی! ایک مہربانی کرنا۔اس بات کو راز میں رکھنا۔آگے کسی کو نہ بتانا۔

صدیق: میں ابھی جا کر عمران سلفی کو بتاتا ہوں۔اور قافلہ حق کے اگلے شمارے میں آپ کا یہ راز ضرور کھل کر رہے گا۔

عید کے دن خانہ جنگی (پہلی قسط)

مولانا محمد رب نواز سلفی صاحب مدظلہ (احمد پور شرقیہ ضلع بھاولپور)

عیدگاہ میں منبر لے جانا: عیدگاہ میں منبر لے جانے کے متعلق غیر مقلدین کی دو متضاد رائیں ہیں۔
پہلی رائے: ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ عید گاہ میں منبر لے جانا مسنون طریقہ ہے ۔۔۔حدیث سے عیدگاہ میں منبر کا ثبوت ملتا ہے اور رسول ﷺ اس پر خطبہ دیتے تھے (فتاویٰ علماء حدیث ص ۱۹۹ ج ۴) عیدگاہ میں خطبہ کے لئے منبر لے جانا سنت ہے بغیر منبر کے خطبہ پڑھنا سنت کے خلاف ہے۔ (مظالم روپڑی ص ۴۰ مشمولہ رسائل اہلحدیث جلد اول)
دوسری رائے: غیر مقلدین کے دوسرے گروہ کی رائے یہ ہے کہ عیدگاہ میں منبر خلافِ سنت ہے (فتاویٰ علماء حدیث ص ۱۹۸ ج ۴) حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصدِ باب یہ بتلانا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں عیدگاہ میں منبر نہیں رکھا جاتا تھا۔ (کتاب الصلوٰۃ ص ۴۳۱۔ داود راز)
نمازِ عید سے پہلے وعظ و تقریر کرنا: نمازِ عید سے پہلے تقریر، وعظ و نصیحت کرنا غیر مقلدین کے ہاں مختلف فیہ ہے۔
پہلی رائے: ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ۔عیدگاہ میں۔۔۔وعظ و نصیحت یا تبلیغی مہم کے سلسلہ میں کوئی مذاکرہ کرنا یا کارِ خیر کے لئے چندہ جمع کرنا جائز ہے۔ (فتاویٰ علماء حدیث ص ۱۸۱ ج ۴)
دوسری رائے: غیر مقلدین کے دوسرے گروہ کی رائے یہ ہے کہ نماز عید سے پہلے خطبہ دینا اور اس کا نام بیان یا تقریر رکھنا سب ہی خلافِ سنت ہے (حاشیہ ابوداود مترجم ص ۸۰۳ ج ۱ عمر فاروق سعیدی)

نمازِ عید کی تکبیروں میں رفع یدین:

نماز عید کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنے کے بارے میں غیر مقلد دو متضاد رائے رکھتے ہیں۔
پہلی رائے: ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ۔عیدین کی ہر تکبیر میں رفع یدین کرنا کسی حدیث مرفوع صحیح سے ثابت نہیں ہے (فتاویٰ نذیریہ ص ۴۵۵ ج ۱) حاصل کلام یہ ہے کہ نمازِ عیدین کی تکبیروں سے رفع یدین کے بارے میں کوئی صریح دلیل نہیں ہے (القول المقبول ص ۶۶۹ طبع

چہارم)۔۔۔مزید معلومات کے لئے ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۸ شعبان ۱۴۱۵ھ، عون المعبود جلد ۱ ص ۴۴۸، ضمیمہ ھدیۃ المسلمین ص ۹۷ وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں۔

دوسری رائے: اس کے برعکس غیر مقلدین کے دوسرے گروہ کی رائے یہ ہے کہ نماز عید کی تکبیروں میں رفع یدین کیا جائے۔(نزل الابرار ص ۱۵۸ ج ۱، حاشیہ ابوداود مترجم ص ۵۴۶ ج ۱۔ عمر فاروق سعیدی، ماہنامہ الحدیث شمارہ ۱۷، فتاویٰ ستاریہ ص ۱۶۳ ج ۴)

اگر کسی دن عید اور جمعہ اکٹھے ہو جائیں!

اگر کسی دن عید اور جمعہ دونوں جمع ہو جائیں تو نماز جمعہ ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اس کے متعلق غیر مقلدین تین متضاد آراء رکھتے ہیں۔

پہلی رائے: یہ ہے کہ عید کی نماز پڑھنا بھی ضروری ہے اور جمعہ کی نماز بھی۔ چنانچہ غیر مقلد عالم عنایت اللہ اثری نے اس پر مستقل ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام **القول السدید فی وجوب الجمعہ وان وافقھا یوم العید** ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔ جمعہ کے دن اگر عید آجائے تب جمعہ پڑھنا ضروری اور یہی بات درست ہے۔

دوسری رائے: غیر مقلدین کے دوسرے گروہ کی رائے یہ ہے کہ۔ جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہو جائیں تو اس دن اختیار ہے جس کا جی چاہے جمعہ پڑھے اور جس کا جی نہ چاہے نہ پڑھے۔(فتاویٰ نذیریہ ص ۵۷۳ ج ۱)

اکثر غیر مقلدین کی یہی رائے ہے دیکھے (عرف الجادی ص ۴۳، فتاویٰ اہل حدیث ص ۴۰۷ ج ۲، صلوٰۃ الرسول ص ۳۸۹)

تیسری رائے: غیر مقلدین کے تیسرے گروہ کی رائے یہ ہے کہ اگر عید اور جمعہ دونوں ایک دن واقع ہو جائیں تو جمعہ کی بھی رخصت ہے اور نماز ظہر کی بھی۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں ترجمہ: اگر چاہیں تو عید اور جمعہ دونوں پڑھ لیں، چاہیں تو صرف عید پڑھ لیں اور جمعہ نہ پڑھیں، البتہ ظہر کے ساقط ہونے میں اختلاف ہے حق بات یہ ہے کہ اس دن ظہر نہ پڑھنا بھی جائز ہے(نزل الابرار ص ۱۵۵ ج ۱)

عید کے خطبوں کا قیاس سے ثبوت: غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ عیدین میں دو خطبوں کا پڑھنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ فتاویٰ علماء حدیث میں لکھا ہے کہ۔۔۔دو خطبوں کی

روایتیں اگر چہ ضعیف ہیں مگر جمعہ پر قیاس سے اس مسئلہ کی تائید ہوتی ہے کہ عیدین کے، جمعہ کی طرح دو خطبے پڑھے جائیں۔(فتاویٰ علماء حدیث ص۱۹۷ج۴ بحوالہ تجلیات صفدر ص۱۵ج۷)یعنی عید کے دو خطبوں کو جمعہ کے دو خطبوں پر قیاس کیا ہے۔اسی طرح غیر مقلدین کے نزدیک عید کے غسل کو بھی جمعہ کے غسل پر قیاس کیا گیا ہے۔(نمازِ نبوی ص۶۵،فتاویٰ اصحاب الحدیث ص۴۱۳)

لیکن اس کے برعکس غیر مقلدین کے دوسرے گروہ کی رائے یہ ہے کہ قیاس حجتِ شرعیہ نہیں ہے۔غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناءاللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں۔بہت سے اہل حدیث ایسے ہیں جو اجماع کے قائل نہیں بلکہ قیاس کے بھی نہیں(اہل حدیث امرتسر ۱۱جون ۱۹۱۵ء)

غیر مقلدین جواب دیں:

غیر مقلدین کہا کرتے ہیں فقہ کے چاروں امام اگر حق پر ہیں تو حنفی، مالکی،شافعی اور حنبلی میں سے ہر فریق کے پاس سارا حق نہیں ہوگا بلکہ حق کا چوتھائی ہوگا چنانچہ پروفیسر عبداللہ بہاولپوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں۔اگر چاروں حق پر ہیں تو آپ ایک چوتھائی اہل سنت ہیں۔(رسائلِ بہاول پوری ص۵۴۶)

ہم نے عید کے چند مسائل ذکر کیے ہیں جن میں غیر مقلدین باہمی اختلاف ہے اب اگر ان میں سے ہر فریق حق پر ہے تو ہر فریق کے پاس آدھا حق ہوا۔اب سوال یہ ہے کہ کیا صرف آدھے حق کو قبول کرنے سے نجات مل سکتی ہے؟

پروفیسر صاحب مزید لکھتے ہیں۔جہاں اختلاف ہوگا وہاں حق ایک کے پاس ہوگا۔(رسائلِ بہاول پوری ص۵۴۶)

فائدہ!مذکورہ بالا مسائل میں غیر مقلدین کا باہمی اختلاف ہے اس میں بقول پروفیسر صاحب حق ایک فریق کے پاس ہوگا دوسرا باطل ہوگا اب سوال یہ ہے کہ غیر مقلدین کا کون سا فریق حق پر ہے اور کون سا باطل پر۔علماء کرام کے ناموں کی تصریح کے ساتھ اس کی تعین کی جائے۔(۔۔۔۔۔جاری ہے)

قارئین کرام! غیر مقلدین دراصل تراویح کے منکر ہیں جیسے رافضی منکر ہیں البتہ روافض نے کھل کر انکار کیا اور چونکہ یہ چھوٹے رافضی ہیں اس لئے کھل کر انکار تو نہ کر سکے مگر یہ غلط نظریہ تراشا کہ تراویح اور تہجد ایک نماز ہے جو گیارہ مہینے تو تہجد کہلاتی ہے اور بارہویں مہینے میں تراویح ہو جاتی ہے حالانکہ حضرت عمر فاروقؓ کی روایت بخاری میں موجود ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تہجد اور تراویح میں فرق ہے.... کہ آپ نے فرمایا جس نماز سے تم سو جاتے ہو (تہجد سے) وہ اس نماز سے افضل ہے جو تم پڑھتے ہو (تراویح سے) غیر مقلدین کا تہجد اور تراویح کو ایک کہنا اجماع سے ہٹ جانا ہے اس کا ثبوت کتاب اللہ سے ہے نہ حدیث رسولؐ سے۔

رمضان میں نماز تراویح بیس رکعات سنت مئوکدہ ہے

دین اسلام میں نماز کی بڑی اہمیت ہے اور نماز کی جملہ اقسام میں سے ایک نماز تراویح بھی ہے یہ صرف رمضان المبارک میں ہی ادا کی جاتی ہے اور تراویح کی مسنون تعداد رکعات بیس ہے جو احادیث صحیحہ، مرفوعہ، موقوفہ، مقطوعہ، اجماع مسلمین، ائمہ اربعہؒ و اہل مکہ، اہل مدینہ، اہل کوفہ اور اہل بصرہ سے ثابت ہے۔ جیسا کہ ہم اختصاراً اس کا بیان کریں گے۔

سنت کا ثبوت:

عن عبدالرحمن ابن عوفؓ مرفوعاً سننت لکم قیامه وفی روایة سننت اللمسلمین الحدیث (نسائی ج ا ص ۲۳۹ و ابن ماجہ ج ا ص ۹۴ و مسند احمد ج ۳ ص ۱۹۱ و قیام اللیل للمروزی ص ۱۵۱، ۱۵۲ و غیرھا)

سنت مئوکدہ کا ثبوت:

عن العرباض به ساریةؓ مرفوعاً علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین عضواء علیها بالنواجذ وفی روایة تمسکوا بها (غریب الحدیث للحربی ج ۳

ص۴ ۱۷ اوابوداؤد ج ۲ص ۹ ۲۷ وترمذی ج ۲ص ۹۲ وابن ماجہ ج ۱ص ۵ ودارمی ج ۱ص ۲۶ ومشکوٰۃ وغیرھا)

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح کل تین راتیں جماعت سے پڑھائیں۔

☆ عن ابی ذر رضی اللہ عنہ مرفوعاً (۱) ۲۳ رمضان المبارک کی رات ثلث اللیل یعنی تہائی رات تک (۲)۔ ۲۵ رمضان المبارک کی رات شطر اللیل یعنی آدھی رات تک (۳)۔ ۲۷ رمضان المبارک کی رات حتی خشینا ان یفوتنا الفلاح یعنی رات کا اکثر حصہ۔ (سحری کے انتظام کا وقت باقی رہا) (نسائی ج ۱ص ۱۸۳ وابوداود ج ۱ ص ۲۰۲ وترمذی ج ۱ص ۱۶۶ وابن ماجہ ج ۱ص ۹۴ وقیام اللیل للمروزی ص ۱۵۳)

فائدہ۔ اس حدیث سے تراویح کے اوقات کا ثبوت ہوا کہ وہ تین راتوں میں کتنے کتنے وقت میں ادا کی گئی ہیں۔

ان تین راتوں میں رکعات تراویح کتنی تھی اس میں تین قسم کی روایات ہیں

(۱)۔ عن جابر بن عبداللہؓ مرفوعاً فی رمضان لیلۃ ثمان رکعات الحدیث یعنی رمضان میں ایک رات ۸۔ آٹھ رکعات پڑھائی۔ (قیام رمضان للمروزی ص ۱۵۵، ۱۹۶ ومسند ابی یعلی ج ۳ص ۳۳۶ وابن خزیمہ ج ۲ ص ۱۳۸ وابن حبان ج ۴ص ۱۱۰ ومعجم الصغیر للطبرانی ج ۱ص ۱۹۰ وغیرھا)

فائدہ: اس روایت میں آٹھ رکعات کا ذکر ہے اور یہ ان تین راتوں میں پہلی رات کی نماز ہے اس کا قرینہ ثلث اللیل ہے۔

(۲)۔ عن عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوعاً بقول البانی غیر مقلد ومحمد ایوب صابر غیر مقلد بارہ ۱۲ رکعات تراویح ہے۔ (قیام رمضان للالبانی ص ۲۰ وتحقیق تراویح محمد ایوب صابر بحوالہ تجلیات صفدر)

فائدہ۔ اس روایت میں ۱۲ بارہ رکعات کا ذکر ہے یہ دوسری رات کی نماز ہے بقرینہ شطر اللیل ۔

احادیث مرفوعہ اور بیس رکعات تراویح

(۳)۔ عن جابر بن عبدالله رضی الله عنهما مرفوعاً ذات لیلة فی رمضان ... عشرین رکعة الحدیث سنده حسن یعنی ایک رات رمضان میں ۲۰ رکعت تراویح پڑھائی۔ (تاریخ جرجان للسہمی ص۱۴۲ ط بیروت)

تنبیہ۔ اس حدیث کے تمام راوی درجہ حسن کے راوی ہیں۔

(٤)۔ عن ابن عباس رضی الله عنهما مرفوعاً کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة الحدیث هذا متابعةً و سنده حسن یعنی آپ رمضان میں ۲۰ رکعت تراویح پڑھتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص ۲۸۶ وفی نسخۃ ج ۵ ص ۲۲۵ رقم ۷۷۷۴ ط عرب و مسند عبد بن حمید ص ۲۱۸ معجم الکبیر للطبرانی ج ۱۱ ص ۳۱۱ رقم ۱۲۱۰۲ و تاریخ بغداد للخطیب ج ۱۲ ص ۴۵ معجم الاوسط للطبرانی ج ۵ ص ۳۲۴ رقم ۵۴۴۰ و التمہید لابن عبدالبر ج ۳ ص ۵۱۹ الاستذکار لابن عبدالبر ج ۳ ص ۶۹ ذیل تاریخ بغداد لابن النجار ج ۱۸ ص ۱۸۹ وغیرھا)

فائدہ۔ اس حدیث میں ۲۰ بیس رکعات تراویح کا ذکر موجود ہے یہ تیسری رات کی نماز ہے بقرینہ حدیث ابی ذرؓ مرفوعاً فقام بنا حتی خشینا ان یفوتنا الفلاح یعنی رات کا اکثر حصہ نماز پڑھائی جب ٹائم بڑھا تو رکعات بھی بڑھائی گئی فلھذا بیس رکعات تراویح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان تین راتوں میں آخری رات کا عمل ہے اور بتصریح امام بخاریؒ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل قابل قبول ہے۔ دیکھئے! (بخاری ج ۱ ص ۹۶)

تنبیہ۔ امام ابو شیبہؒ پر جرح غیر مفسر غیر مبین السبب ہے جو باصول جرح مردود ہے

احادیث موقوفہ اور بیس رکعات تراویح

خلیفہ راشد سیدنا عمر فاروقؓ نے نماز تراویح کا اجراء نبوی طریقہ سے کیا ہے۔

ا۔ پہلا عمل وحکم: عن السائب بن یزیدؓ امر عمر بن الخطابؓ ابی بن کعبؓ و تمیم الداریؓ ان یقوما للناس باحدی عشرة رکعة **(قیام رمضان للمروزی ص ۱۵۷ و موطا امام مالک ص ۹۸ ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۴ وغیرھا)**

فائدہ: اس روایت میں آٹھ رکعات کا ذکر ہے یہ پہلا عمل وامر ہے۔

۲۔ دوسرا عمل: عن دائود ابن الحصینؓ انه سمع الاعرج فی رمضان فاذا قام بها فی اثنی عشرة رکعة الحدیث **(موطا امام مالک ص ۹۹ مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۲۶۲ وفی نسخة ص ۲۰۱ رقم ۷۷۶۴ وسنن بیہقی ج ۲ ص ۴۹۷ وغیرھا)**

فائدہ: اس روایت میں بارہ رکعت کا ذکر ہے یہ دوسرا عمل ہے۔

۳۔ تیسرا عمل وحکم: عن ابی بن کعبؓ ان عمر بن الخطابؓ امره ان یصلی باللیل فی رمضان۔ الی ان قال فصلی بهم عشرین رکعة **(مسند احمد بن منیع بحوالہ اتحاف الخیرة المہرة للبوصیری علی المطالب العالیہ ج ۲ ص ۴۲۴ رقم ۲۳۹۰ وکنز العمال للمتقی ج ۸ ص ۴۰۹ وغیرھا)**

فائدہ: اس حدیث میں صریح بیس رکعات (تراویح) کا حکم وعمل موجود ہے یہ تیسرا حکم وعمل ہے۔

عہدِ عمر بن الخطابؓ اور بیس رکعات تراویح

(۱)۔ عن السائب بن یزیدؓ قال کانوا یقومون علی عهد عمرؓ فی شهر رمضان بعشرین رکعةً قال ابو شعیب اسناده صحیح علی شرط البخاری و مسلم **(مسند ابن الجعد ص ۴۱۳ رقم ۲۸۲۵ ط بیروت وسنن الکبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶ وآثار السنن للنیموی ۲۵۰ وغیرھا)**

فائدہ: اس صحیح حدیث میں حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کے عہد میں صحابہؓ وتابعین ۲۰ رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے اور اس حدیث کے راوی بخاری ومسلم کے راوی ہیں

(۲)۔ عن السائب بن یزیدؓ قال کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطابؓ بعشرین رکعة والوتر۔ قال ابو شعیب اسناده صحیح علی شرط البخاری و مسلم **(معرفة السنن والاثار للبیہقی ج ۲ ص ۳۰۵ رقم ۱۳۶۵ وسنن الصغیر للبیہقی ج ۱ ص ۲۷۸ رقم ۸۳۳ وفضائل الاوقات للبیہقی**

ص۲۷ رقم ۱۵۰ وغیرھا)

فائدہ: اس صحیح حدیث میں سیدنا عمر فاروقؓ کے زمانہ میں صحابہؓ وتابعینؒ ۲۰ رکعات تراویح پر قیام کرتے تھے اس حدیث کے راوی ثقہ اور بخاری ومسلم کے راوی ہیں۔

قال ابوشعیب وفی الباب عن عثمان وعلی و ابن مسعود وابی بن کعب و عباس و ابن عباس وطلحه و زبیر و معاذ وغیرهمؓ کمالایخفٰی علی اهل العلم۔

اجماع امت اور ۲۰ بیس رکعت تراویح

(۱)۔ عن الحسن ان عمربن الخطابؓ جمع الناس علی ابی بن کعبؓ فکان یصلی بهم عشرین رکعة قال ابوشعیب اسناده صحیح ورواته ثقات (ابوداؤد ۱۴۲۹ اطعرب و سیر اعلام النبلاء للذہبی ج۱ ص۴۰۰ وجامع المسانید والسنن لابن کثیر ج۱ ص۵۵ وغیرھا)

فائدہ: اس صحیح حدیث میں سیدنا عمر فاروقؓ نے صحابہؓ وتابعینؒ کو سیدنا ابی بن کعبؓ کے اقتداء پر جمع کیا اور وہ ۲۰ بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے اور تبصرہ امام ابن تیمیہؒ مہاجرین وانصار میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا (فتاویٰ ج۲۳ ص۱۱۲) یہ اجماع ہے۔

(۲)۔ قال الامام الکاسانیؒ فیکون اجماعاً منهم علی ذلك (بدائع والصنائع ج۱ ص۲۸۸)

(۳)۔قال الامام النوویؒ۔ اعلم ان صلٰوة التراویح سنة باتفاق المسلمین وهی عشرون رکعة (کتاب الاذکار للنووی ص۸۳ وروضۃ الطالبین للنووی ج۱ ص۴۳۷)

(٤)۔ وقال الامام القسطلانیؒ (صلٰوة التراویح هی عشرون رکعة) وقد عدواماوقع فی زمن عمرؓ کالاجماع (ارشاد الساری علی البخاری للقسطلانی ج۴ ص۶۵۷)

اہل مکہ اور ۲۰ بیس رکعت تراویح

(۱)۔ عن عطاء بن ابی رباح المکیؒ قال ادرکت الناس وهم یصلون ثلاثاً وعشرین رکعة والوتر (ابن ابی شیبہ ج۲ ص۲۸۵)

(فائدہ): اہل مکہ ۲۰ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

اہل مدینہ اور ۲۰ بیس رکعات تراویح

(۱)۔ عن نافع بن عمر قال کان ابن ابی ملیکۃؒ یصلی بنافی رمضان عشرین رکعۃ

(ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

(فائدہ): یعنی اہل مدینہ بھی ۲۰ بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔

اہل کوفہ اور ۲۰ بیس رکعات تراویح

(۱)۔ عن ابراهیمؒ ان الناس کانو یصلون خمس ترویحات فی رمضان

کتاب الاثار لابی حنیفه (بروایۃ ابی یوسف ص ۶۱ رقم ۲۱۱)

(فائدہ): یعنی اہل کوفہ بھی ۲۰ بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔

اہل بصرہ اور ۲۰ بیس رکعات تراویح

(۱)۔ عن یونسؒ ادرکت المسجد الجامع الی ان قال و کانوا یصلون خمس تراویح

(قیام اللیل ص ۱۸۵)

(فائدہ): یعنی اہل بصرہ بھی بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔

ائمہ اربعہ اور ۲۰ بیس رکعات تراویح

(۱)۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ بیس (رکعت تراویح) کو سنت موکدہ قرار دیا ہے۔ (الفقہ الحنفی ج ا ص ۲۴۲)

(۲)۔ امام مالکؒ نے (القیام بعشرین رکعۃ) یعنی بیس رکعات کو اختیار کیا ہے۔ (بدایۃ المجتہد ج ا ص ۲۱۴)

(۳)۔ امام شافعیؒ نے ۲۰ بیس رکعات تراویح پر اپنے اہل بلد کو پایا اور بیس رکعات کو پسند فرمایا

(ترمذی ج ا ص ۱۶۶ و قیام اللیل ص ۱۵۹)

(۴)۔ امام احمد بن حنبلؒ نے (عشرین رکعۃ) ۲۰ بیس رکعات کو اختیار فرمایا (المغنی ج ا ص ۸۰۲)

فلھذا ۲۰ بیس رکعات سنت متواترہ مشہورہ اور متوارثہ ہے۔ یہی حق وصواب ہے۔

ملفوظاتِ اوکاڑویؒ

مولانا محمد اللہ دتہ بہاولپوری

(۴۱)۔۔۔۔ارشاد فرمایا کہ غیر مقلدین کے قول و فعل میں تضاد دیکھیئے ہر وقت شور ہوتا ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کے علاوہ کسی بات کو نہیں مانتے لیکن جب ان سے بحث ہوتی ہے تو پھر ان میں سے ایک خدا بن کر جو اس کے منہ میں آتا ہے بکتا جاتا ہے باقی خاموشی سے اس کی اطاعت کرتے جاتے ہیں۔

(۴۲)۔۔۔۔ارشاد فرمایا کہ بخاری شریف میں رفع یدین کا صرف اتنا ثبوت ہے جتنا کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا (کیونکہ بیٹھ کر پیشاب کرنے کی کوئی روایت موجود نہیں) اگر ہے تو وہ بھی صرف شافعیوں کی رفع یدین کا ثبوت ہے غیر مقلدین کی رفع یدین کا نہیں کیونکہ دس جگہ کی روایت موجود نہیں ہے۔

(۴۳)۔۔۔۔ارشاد فرمایا کہ غیر مقلدین سے ہمارا مطالبہ ہے کہ جس طرح ہم نے پہلی تکبیر کے وقت رفع الیدین کی قولی حدیث پیش کی ہے اسی طرح رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے اور تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہونے کی وہ قولی حدیث پیش کریں کہ حضور ﷺ نے کبھی اپنی زبان مبارک سے اس رفع الیدین کا ذکر فرمایا ہو ہم چیلنج سے کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے تیئس سالہ دورِ نبوت میں حضرت پاک ﷺ کی زبان مبارک پر کبھی رفع الیدین کا ذکر نہیں آیا۔

(۴۴)۔۔۔۔ارشاد فرمایا کہ حدیث اور فقہ میں فرق ہے کہ حدیث کی کتابوں میں ہر زمانہ کی احادیث ہوتی ہیں اور فقہ والے صرف ایک کو لیتے ہیں جس پر عمل جاری رہا ہو احادیث کی کتابوں میں آپ کو بیت المقدس والی احادیث بھی ملیں گی اور بیت اللہ والی بھی لیکن فقہ کی کتب تعلیم الاسلام سے لیکر شامی تک چلے جائیں ایک ہی بات ملے گی کہ نماز بیت اللہ کی طرف منہ کر کے پڑھنی ہے حدیثیں علم میں اضافہ کے لئے ہیں عمل صرف ایک پر ہوگا۔

(۴۵)۔۔۔۔ارشاد فرمایا کہ تعارض اور عدم تعارض کے رفع یدین دو قسم پر ہے (۱) وہ رفع الیدین جو متعارض نہیں ہے یعنی کرنے کی حدیث تو ہے چھوڑنے کی نہیں ہے (۲) وہ رفع الیدین جو متعارض ہے یعنی کرنے اور نہ کرنے کی حدیث دونوں موجود ہوں حنفی وہ رفع الیدین کرتے ہیں جو غیر متعارض ہیں جیسے تکبیر تحریمہ کی رفع الیدین کرنے کی احادیث ہیں نہ کرنے کی کوئی ضعیف ترین بھی نہیں ہے اسی طرح وتروں کی رفع الیدین اور عیدین کی رفع الیدین کرنے کی احادیث ہیں چھوڑنے کی نہیں ہیں نہ کوئی چھوڑنے پر نص ہے نہ ہی تعامل ہے اور جس رفع الیدین پر ہمارا جھگڑا ہے وہ متعارض ہے

(۴۶)۔۔۔۔ ارشاد فرمایا کہ ہم غیر مقلدین سے سوال کرتے ہیں کہ جس طرح ہم (احناف) ترک رفع الیدین کی حدیث پیش کرتے ہیں (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ والی حدیث) اس میں ہے کہ شروع میں رفع الیدین کیا پھر کسی جگہ پر نہیں کیا اس سے احناف کا مکمل دعویٰ ثابت ہو گیا اسی طرح آپ بھی ایسی حدیث پیش کریں جس میں دس جگہ رفع الیدین کا اثبات ہو اور اٹھارہ جگہ پر نفی ہو لیکن۔۔۔۔

نہ خنجر اٹھے گا' نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

دنیا کی کسی حدیث کی کتاب میں ایسی حدیث نہیں ملتی جس میں دس جگہ رفع الیدین کا اثبات اور اٹھارہ جگہ رفع الیدین کی نفی ہو

(۴۷)۔۔۔۔ارشاد فرمایا کہ اس ملک میں اھل السنۃ والجماعۃ حنفی ہی اسلام لائے، قرآن لائے، سنت لائے، فقہ لائے اور لاکھوں کافروں کو مسلمان کیا لیکن جب یہ (غیر مقلدیت) فرقہ پیدا ہوا تو اس نے ضد کو ہی اپنا روزمرہ کا مشغلہ بنالیا۔

(۴۸)۔۔۔۔ارشاد فرمایا کہ متواتر مذہب کو مٹانے میں سب سے زیادہ کردار غیر مقلدین حضرات ادا کر رہے ہیں، عام لوگوں میں یہ تاثر ہے کہ یہ لوگ صرف فقہ حنفی کو نہیں مانتے مگر حقیقت

یہ ہے کہ یہ لوگ ائمہ اربعہؒ کے متفقہ مسائل کو بھی مٹاتے ہیں اور ائمہ کے بعد صحابہؓ کے اجماع تک کی مخالفت کو اپنا دین ایمان سمجھتے ہیں۔ قرآن وسنت کی تشریحات میں ارشاداتِ صحابہؓ اور تعبیراتِ ائمہ کرام کی مخالفت کر کے مستشرقین سے برآمد شدہ مسائل کو پھیلانا ان کا محبوب مشغلہ ہے۔

(۴۹)۔۔۔۔ارشاد فرمایا کہ غیر مقلدین کے نزدیک تقلید ائمہ نہ صرف بدعت بلکہ شرک بھی ہے لیکن ان کا یہ فتویٰ صرف پاک و ہند کیلئے ہے۔ سعودی عرب کے مشائخ ان کی مالی امداد کرتے ہیں اس لئے ان پر یہ فتویٰ نہیں لگاتے حالانکہ اصولی طور پر ان کو روکنا تو کنا زیادہ ضروری ہے ایک شخص بازار میں گالیاں بکے وہ بھی گنہگار ہے لیکن جو خانہ خدا میں کھڑے ہو کر گالیاں بکے وہ یقیناً بڑا گنہگار ہے۔ اس طرح جب شرک و بدعت عام مقامات پر بھی بڑا گناہ ہے تو حرمین شریفین میں شرک و بدعت کرنا تو بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ ان کو پہلے روکنا چاہیے مگر دنیاوی فائدہ کیلئے یہ مداہنت اور حق پوشی واقعی بہت بڑا گناہ ہے۔

(۵۰)۔۔۔۔ارشاد فرمایا کہ غیر مقلدیت کے عناصر اربعہ کا فتویٰ! لیجئے کہ ان کے چار علماء (عبدالجبار غزنوی، نذیر حسین، عبدالرحمان مبارکپوری، مولوی شمس الحق عظیم آبادی) نے آخر فیصلہ کر ہی دیا کہ درود، دعاء میں الفاظِ حسنہ کی زیادتی صحابہ کرام سے لیکر آج تک بلا نکیر جاری رہی ہے اب غیر مقلدین کو سوچنا چاہئے کہ جن باتوں پر صحابہ کرام سے لیکر چودہ سو سال تک کسی نے انکار نہیں کیا آج تم ان باتوں پر فتنے کھڑے کر کے مسلمانوں میں کیوں سر پھٹوار ہے ہو۔۔۔۔؟ کیا ہے کوئی غیر مقلد جو اپنے ان چار علماء کی قبریں اکھاڑے کہ تم نے احادیث سے زیادت کا جواز ثابت کر کے ہماری فتنہ پردازیوں پر کیوں پانی ڈالا۔۔۔۔؟ (فتاویٰ نذیریہ ص ۳، ۲۔ عون المعبود ص ۴۰۹ ج ۴)

ایک یقینی دشنام طراز کے جواب میں (دوسری قسط)

فضیلۃ الشیخ علامہ عبدالغفار ذہبی صاحب مدظلہ (سابق غیر مقلد)

جواب ثانی: جب بات اصالۃً ومتابعۃً کی ہے تو امام علی بن الجعدؒ وامام ابوبکر بن عیاشؒ سے مروی احادیث جن کی متابعات صحیح بخاری میں نہیں ہے وہ تو آپ کے نزدیک یقیناً اصالۃً ہیں۔لغت عرب میں اصالۃً ومتابعۃً کا معنیٰ کیا ہے مثلاً الاصل (ک) اصالۃً۔جڑ والا ہونا، جڑ پکڑنا شریف الاصل ہونا (مصباح اللغات ص۳۵،المنجد ص۵۷) الاصل! جڑ وہ چیز جو فرع کے مقابل ہو۔والد،مصدر،منبع، مافعلتہ اصلاً میں نے اس کام کو یقیناً نہیں کیا۔جمع اصول۔والاصول! وہ قوانین جن پر کسی علم یا فن کی بنیاد ہوتی ہے۔(مصباح۔ص۳۶،المنجد ص۵۷عربی،اردو) اصل جڑ،بنیاد،قاعدہ ج اصول (بیان اللسان ص۷۹اردو،عربی)۔۔۔اور متابعۃً۔کسی کام میں دوسرے کے پیچھے چلنا،کسی کے عمل کی پیروی کرنا۔(بیان اللسان عربی اردو ص۷۱۶)

یادرہے صحیح بخاری کی روایات اصل قرار دی جائے گی اور دیگر کتب کی روایات اس کی فرع ومتابعۃً ہونگی جیسا کہ علی زئی کی تصریحات سے ظاہر ہے۔فلھذا بالتحقیق امام علی بن الجعدؒ وابوبکر بن عیاشؒ کی وہ روایات جن کے متابع وشواھد دیگر کتب میں ہیں وہ قطعاً ویقیناً اصالۃً ہیں جو علی زئی کذاب کے منہ پر تماچہ (تھپڑ) ہیں۔مثلاً۔۔۔

(۱)۔۔۔علی بن الجعدؒ۔صحیح بخاری ص۲۱ ج۱ ط کراتشی ص۱۲،رقم۱۰۶ ط الریاض۔قال علی زئی تابعہ غندرعندمسلم(تعاقب للعلی زئی ص۶۶) فلھذا اس حدیث میں علی بن الجعدؒ اصالۃً ہے یہ علی زئی کا سیاہ ترین جھوٹ ہے۔

(۲) ۔۔۔علی بن الجعدؒ صحیح بخاری ص۵۰۳ ج۱ط کراتشی و ص۳۹۰رقم۳۵۶۳ط الریاض قال علی زئی کذاب تابعہ غندرعنداحمد(تعاقب ص۶۶) فلھذا اس حدیث میں علی بن الجعدؒ اصالۃً ہے یہ علی زئی کذاب کا بدترین جھوٹ ہے۔

(۳)۔۔۔علی بن الجعدؒ بخاری ص۵۲۶ ط کراتشی وص۳۰۳رقم۲۷۰۷ط الریاض قال علی زئی

امت میں اختلاف کا حل اور اس کا پس منظر

(محمد عمر دراز المتخصص مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا)

غور سے پڑھو، سوچو اور فرقہ غیر مقلدیت سے توبہ کرو اور پناہ مانگو!

اس وقت عالم اسلام میں نت نئے فرقے معرض وجود میں آرہے ہیں ہر فرقہ اپنے آپ کو قرآن وسنت کا سچا متبع گردانتا ہے اور دوسروں کو گمراہ قرار دیتا ہے۔ واضح رہے کہ باطل فرقوں کی مسلسل یہ پالیسی رہی ہے کہ جس چیز کے خلاف سرگرم عمل ہوں اسی سے اپنے بھر پور تعلق ولگاؤ کا اظہار کرتے ہیں تا کہ عام لوگ اس فتنے کی حقیقت پر مطلع نہ ہوں۔ یہ متضاد صورت حال دیکھ کر اکثر لوگ تشویش اور اضطراب میں مبتلا ہو جاتے ہیں لیکن قرآن کریم نے اس مشکل کا یہ حتمی حل تجویز کیا ہے کہ اختلافی مسائل کا حل قرآن وسنت سے کرایا جائے۔ ارشاد ربانی ہے "**یا یھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول .**

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اسکے رسول اور تم میں سے جو صاحب حکم ہیں، کی اطاعت کرو اور اگر کسی بھی چیز میں تمہارا باہمی اختلاف ہو جائے تو اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات کی روشنی میں اس کا حل تلاش کرو"۔ نیز ارشاد نبوی ہے "**ترکت فیکم امرین لن تضلو ما تمسکتم بھما کتاب اللہ و سنۃ رسولہ**" میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک ان کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے تو گمراہی سے بچے رہو گے، وہ دو چیزیں قرآن وسنت ہیں"۔

اس آیت وحدیث کی روشنی میں ہم آئندہ سطور میں ایک ایسے فرقے کی نشاندہی کرتے ہیں جس کا مشن امت اسلامیہ کو قرآن وسنت کی ثابت شدہ تعلیمات سے دور کرنا ہے لیکن عجیب

(نور العینین ص ۱۷۷، ۱۷۹، ۱۸۰) اس حدیث میں بھی امام ابوبکر بن عیاشؒ اصالتہً ہی ہے۔ یہ علیزئی اکذب الناس خبیث کا سیاہ ترین جھوٹ ہے۔

(۶)۔ ابوبکر بن عیاشؒ بخاری ج ۲ ص ۹۵۴ ط کراتشی ص ۱۵۴۱ رقم ۶۴۴۶ ط الریاض قال علیزئی تابعه الاعرج ویزید بن الاصم عند مسلم و احمد (نور العینین ص ۱۷۷، ۱۸۰) اس حدیث میں بھی ابوبکر بن عیاشؒ اصالتہً ہے۔ یہ علیزئی دجال کا بدترین جھوٹ ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکذبین

قارئین کرام! مذکورہ احادیث بخاری شریف میں بالتحقیق والیقین اصالتہً ہے جو علیزئی کذاب دجال جیسے خبیث کیلئے لمحہ فکریہ ہیں اور ان کے جھوٹے ہونے پر واضح دلیل ہیں۔ میں جناب ندیم ظہیر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے استاذ علیزئی صاحب جاہل ہیں بلکہ علم حدیث کی ابجد سے بھی نابلد ہیں یا نہیں، یقیناً وہ جاہل اور علم حدیث کی ابجد سے بھی نابلد ہیں۔ فضیلۃ الشیخ وحفظہ اللہ وذہبی الزماں ومحقق دوراں جیسے الفاظ کا لاحقہ لگانے سے کوئی عالم محقق ومحدث حقیقی نہ بن جاتا ہم انشاءاللہ آپ دونوں (استاد وشاگرد) کو توبہ واعلان رجوع کراتے رہیں گے۔

عبارت نمبر ا۔ جناب ندیم ظہیر صاحب لکھتا ہے کہ (تنبیہ) ابوعوانہ کا حوالہ جو نور العینین میں اسی جگہ موجود ہے اس سے اور صحیحین کی حدیث سے 5 کا مطلوبہ مفہوم واشگاف الفاظ میں ثابت ہے لہٰذا یہ واضح ہوا کہ نسائی کے ساتھ 5 کا عدد کتابت کی غلطی ہے۔ بلفظہ (الحدیث نمبر ۴۰ ص ۶۲)

(جواب اول)۔ سچ ہے ایک جھوٹ کو سچا ثابت کرنے کیلئے کئی اور جھوٹ بولنے پڑتے ہیں جناب ندیم ظہیر صاحب عبیداللہ بن عمر المدنیؒ عن الزہری الخ کا طریق (مجتبیٰ نسائی ج ۱ ص ۱۷۶ ط ملتان وسنن الکبریٰ للنسائی ج ۱ ص ۳۵۲ ط ملتان وصحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۳۴۴ رقم ۶۹۳ ط بیروت وصحیح ابن حبان ج ۳ ص ۱۷۲ رقم ۱۸۶۵ ط بیروت پر موجود ہے مگر اس میں بھی 5 کا عدد ثابت نہیں ہے اور اسی طرح عبیداللہ بن عمر المدنیؒ کا ذکر امام ابوعوانہؒ نے ایک جماعت کے ساتھ کیا ہے مگر اس میں بھی امام ابوعوانہؒ نے بذالفظ عبیداللہ بن عمر کی تصریح نہیں فرمائی کہ 5 کے عدد والی حدیث ان کے طریق سے ہی مروی ہے دیکھئے ابوعوانہ ج ۱ ص ۳۳۴ رقم ۱۲۵۴ حالانکہ امام نسائی کا امام بن خزیمہؒ اور امام بن حبانؒ نے اس حدیث کو تخریج فرمایا مگر اس میں 5 کا عدد ثابت نہیں ہے

کمامر جناب ندیم صاحب آپ نے دجل و تبلیس کرتے ہوئے صحیحین کا حوالہ دیا۔ جبکہ عبید اللہ بن عمر المدنی الزہری الخ کا طریق صحیح بخاری میں نہیں ہے بلکہ عبید اللہ بن عمر المدنی عن نافع الخ کا طریق ہے دیکھئے (بخاری ج ۱ ص ۱۰۲) اس میں بھی 5 کا عدد ثابت نہیں ہے یہ آپ کا سیاہ ترین جھوٹ ہے اور اسی طرح عبید اللہ بن عمر المدنی عن الزہری الخ کا طریق صحیح مسلم میں نہیں ہے دیکھئے (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۶۸) یہ بھی آپ کا صحیح مسلم پر بدترین جھوٹ ہے اس سے آپ بالتحقیق والیقین کذاب ثابت ہو گئے ہیں۔ لعنۃ اللہ علی الکذبین

(جواب ثانی)۔ جناب ندیم ظہیر صاحب یہی حدیث من طریق عبید اللہ بن عمر المدنی عن ابن شہاب الزہری الخ کو امام بخاری نے بھی اپنی کتاب جزء رفع الیدین میں تخریج کیا ہے دیکھئے (جزء رفع الیدین للبخاری ص ۷۴ رقم ۷۸ و مترجم از علیزئی ص ۸۶ رقم ۷۷ و مترجم از خالد گھرجاکھی ص ۶۹ رقم ۷۷) مگر اس میں بھی 5 کا عدد ثابت نہیں ہے جناب ندیم ظہیر صاحب یہ آپ کے دجل و فریب اور جھوٹ کو واضح کرتا ہے آپ جیسے آل وکٹوریہ کے سینوں میں بغض و عناد کوٹ کوٹ کے بھرا ہوا ہے آپ لوگ دلائل کے بجائے تبرا بازی اور گالی گلوچ کے ذریعے اپنے کلیجوں کو ٹھنڈا کرتے ہیں اور آپ کے بغض و عداوت کا یہ عالم ہے کہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ تابعی و سیدنا امام ابو یوسف القاضیؒ اور سیدنا امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ جیسے اولیاء اللہ و ائمۃ المسلمین و فقہا المحدثین جن کی امامت، فقاہت، عدالت، امانت، ثقاہت اور فضیلت متواتر و مشہور ہے پر گندی زبان سے تبرا بازی کرتے ہو جیسا کہ اس پر الحدیث وغیرہ کے شمارے شاہد ہیں اور خصوصاً میرے شیخ و استاذ مکرم محقق العصر امام المناظرین فضیلۃ الشیخ سیدنا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ پر گندی زبان سے تبرا بازی کے تیر چلاتے ہو وہ اس لئے کہ حضرت اوکاڑویؒ عوام الناس کو یہ بتا رہے تھے کہ یہ رہزن ہیں جنہیں تم رہبر سمجھتے ہو یہ محض دینداری کا لبادا اوڑھ کر قرآن و حدیث کا نام لے کر سادہ مسلمانوں کے ایمان و اعمال کو برباد کرنے والے گستاخ اولیاء اللہ اور ملکہ وکٹوریہ کی رضائی اولاد ہیں اور حدیث صحیح من عادی لی ولیاً فقد اذنته بالحرب (بخاری وغیرہ) کے مصداق ہیں فتدبر

.....وللہ الحمد..... جاری ہے!!

مسئلہ وحدت الوجود میں غیر مقلدین کی بے اعتدالی

تحریر: مولانا محمد امجد سعید صاحب

زبیر علی زئی صاحب نے احتیاط کا دامن چھوڑ دیا:

زبیر علی زئی صاحب غیر مقلدین کے بڑے علماء میں شمار ہوتے ہیں ان کا ایک شمارہ ہوتے ہیں ان کا ایک شمارہ جون 2008 الحدیث نامی نظر سے گزر جس میں وحدۃ الوجود الوجود پر بحث کرتے ہوئے ابن عربی سے لے کر مولانا رشید احمد گنگوہی تک تمام اکابر کو لتاڑا گیا ہے لیکن مسئلہ کی نزاکت کو سمجھنے اور اس میں اعتدال قائم رکھنے کیلئے جو توازن چاہئے تھا زبیر علی زئی صاحب قائم نہیں رکھ سکے۔ حالانکہ محققین علماء اور محتاط مفکرین امت نے وحدۃ الوجود کے قائلین کو دو جماعتوں میں منقسم کیا ہے۔ ایک تو وہ جماعت ہے جس کو محققین صوفیاء کہتے ہیں اور دوسری جماعت جاہل صوفیوں کی ہے۔

وحدۃ الوجود کے متعلق صوفیاء کی رائے:

محققین صوفیاء کرام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے وجود میں یکتاء وحدہٗ لاشریک ہے انکے برابر ہونا تو در کنار کوئی انکے قریب بھی نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ''**کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام (الرحمن)** کہ ہر چیز نے فناء ہونا اور باقی رہنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے اس آیت کے حوالے سے محققین صوفیاء کرام کا قول یہ ہے کہ ناقص اور فناء ہونے والے کو کامل اور باقی رہنے والے مقابلے میں کالعدم کہہ دینا کوئی عیب کی بات نہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات حقیقی کے سامنے کسی کا وجود نہ ماننا ہی واحد الوجود کہلاتا ہے اب اس کو وحدۃ الوجود تو کہیں لیکن وجود کا اتحاد نہ کہیں گے۔ محققین اہل تصوف مخلوق کو اپنی ذات کے اعتبار سے کچھ بھی نہیں سمجھتے بلکہ انہیں ہر مخلوق میں خدا کا جلوہ نظر آتا ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں لیتے کہ مخلوق اور خالق میں ذاتی اعتبار سے (نعوذ باللہ) کوئی اتحاد ہے۔ اس اتحاد والے نظریے کے محققین صوفیا میں سے کوئی بھی قائل نہیں۔

وحدۃ الوجود پر جاہل صوفیوں کا نظریہ:

بعض جاہل صوفیوں کے غلط نظریات کی وجہ سے حق پرست اور صحیح العقیدہ اہل تصوف بھی بدنام ہوئے۔انہی جاہل صوفیوں کا نظریہ وحدۃ الوجود کے حوالے سے یہ قائم ہوا کہ ہر چیز حقیقت میں خدا ہے (نعوذ باللہ) حالانکہ یہ عقیدہ کسی بھی محقق صوفی کا نہ تھا اور نہ ہی ہے ایسے ہی بعض جاہل صوفیوں نے منصور بن حلاج کے بارے میں بھی یہ عقیدہ گھڑ لیا تھا کہ جب خدا اس میں اترا تو اس نے انا الحق کا نعرہ مستانہ لگایا کہ میں خدا ہی تو ہوں۔یعنی یہ کہنے والا خدا تھا نہ کہ منصور، جب کہ خدا تعالیٰ کا کسی پر اُترنا ،،تجلی ،، کے معنی میں تو استعمال ہوسکتا ہے لیکن حلول اور اتحاد کے معنیٰ ہر گز نہیں۔پس یہی فرق ہے محققین صوفیاء کرام اور جاہل صوفیاء میں کہ وہ حقیقت میں نعوذ باللہ ہر مخلوق کے اندر خدا مانتے ہیں،مگر محققین صوفیا میں کہ وہ حقیقت میں نعوذ باللہ ہر مخلوق کے اندر خدا مانتے ہیں،مگر محققین صوفیاء اس کا سختی کے ساتھ رد کرتے ہیں۔

وحدۃ الوجود کو وحدۃ الشہود کا جامہ کیوں پہنایا گیا۔۔۔؟

یہاں پر یہ بات بھی عرض کرتا چلوں کہ وحدۃ الوجود کو وحدۃ الشہود کی اصطلاح میں کیوں استعمال کیا گیا،اس کی وجہ یہی جاہل صوفیاء اور وہ سادہ عوام تھی جو واحدۃ الوجود کا مطلب نہ سمجھتے۔چنانچہ حضرت تھانویؒ نے اس حوالے سے یوں تجزیہ فرمایا ہے کہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود میں حقیقی نہیں صرف لفظی اختلاف ہے۔مگر چونکہ وحدۃ الوجود کے معنی عوام میں غلط مشہور تھے اس لئے بعض محققین نے اسکا عنوان بدل دیا۔(التکشف ص۱۱۴) گویا وحدۃ الوجود کو وحدۃ الشہود قرار دے کر عوام الناس کو حقائق سے آگاہ کرنا مقصود تھا۔

ابن تیمیہ کی تردید کا جواب:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے ابن عربیؒ کی بڑی شد و مد سے تردید کی ہے بلکہ نہیں ''ملحد' اور'' زندیق '' تک کہا ہے انہی کی تقلید میں آج کے نام نہاد سلفی اور غیر مقلدین بھی یہی راگ الاپ رہے

ہیں حالانکہ ہر بڑے آدمی کے کچھ نہ کچھ تفردات بھی ہوتے ہیں ہر جگہ اور ہر بات میں انکی تائید نہیں کی جاسکتی جیسا کہ ابن تیمیہؒ ایک جگہ لکھتے ہیں حضور ﷺ کی پیدائش کے دن کو جو بعض لوگ خوشی کا دن مناتے ہیں اس میں ان کے لئے ''اجر عظیم'' ہوتا ہے، اس لئے کہ ان کا مقصد نیک ہوتا ہے اور حضور ﷺ کی تعظیم کی نیت ہوتی ہے۔ (الاقتداء الصراط المستقیم ص ۲۹۷) ابن تیمیہؒ کے اس اقتباس کو زبیر علی زئی صاحب اچھی طرح پڑھیں اور پھر بتلائیں کہ کیا ان کا بھی یہی فتویٰ ہے جو ابن تیمیہؒ ارشاد فرمارہے ہیں یا اس معاملے میں کچھ اور نظریہ رکھتے ہیں۔۔۔؟ اور اگر کوئی اور نظریہ ہے تو پھر یہاں ابن تیمیہؒ کی بات کیوں نہیں مان رہے ذرا سوچ سمجھ کر جواب دیجئے۔

جلال الدین سیوطیؒ کا ابن عربیؒ کے متعلق نظریہ:

جلال الدین سیوطیؒ کوئی عام شخصیت نہیں بلکہ اسلاف میں ایک نمایاں مقام رکھنے والے جلیل القدر محدث اور مفسر قرآن ہیں۔ انہوں نے اعتدال کے دامن کو پکڑے ہوئے ابن عربیؒ کے متعلق یوں فرمایا ہے ''شیخ ابن عربیؒ کے بارے میں قولِ فیصل یہ ہے کہ ان کے ''ولی'' ہونے کا اعتقاد رکھا جائے لیکن ان کی کتابوں کے مطالعہ کو ناجائز قرار دیا جائے کیونکہ خود انہوں نے فرمایا کہ ایسے لوگ ہیں جن کو ہماری کتابیں دیکھنا جائز نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ صوفیاء کرام نے بعض ایسی اصطلاحات مقرر کر رکھی ہیں جن سے وہ معروف معنی کے علاوہ کچھ اور معنی مراد لیتے ہیں اب اگر کوئی شخص ان کو معروف معنی پہنائے گا تو وہ کافر ہوجائے گا۔ امام غزالیؒ نے بھی اپنی بعض کتابوں میں یہ بات لکھی ہے۔ (شذرات الذہب لابن العماد ص ۱۹۱ ج ۵) اس عبارت کو بھی علی زئی صاحب ایک دفعہ پھر پڑھیں اور اس کے بعد وہی فتویٰ جو انہوں نے علماء دیوبند پر ابن عربیؒ کی حمایت میں مسلمان ہونے کی وجہ سے لگایا ہے وہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ اور امام غزالیؒ پر بھی لگائیں کیونکہ جلال الدین سیوطیؒ نے ابن عربیؒ کو صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ ولی بھی کہا ہے۔

علامہ ابن کثیرؒ کا ابن عربیؒ کے متعلق نظریہ:

علامہ ابن کثیرؒ کی وہ عبارت جس میں ابن کثیرؒ نے جلال الدین سیوطیؒ کی طرح ابن عربی

کی ''فصوص'' کے متعلق یہ فرمایا کہ ''اس میں بہت سی باتیں ظاہر میں کفر ہیں'' ابن کثیرؒ کا یہ فرمانا کہ ''ظاہر میں کفر ہے'' یہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ حقیقت میں اگر ان کے باطنی معنی لئے جائیں جو محققین صوفیاء کرام نے لیے تو پھر ان کی باتیں کفریہ نہ ہوگی۔ ابن کثیرؒ کچھ آگے چل کر ابن عربیؒ کے بارے میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ آپؒ نے بہت ساری کتابیں تصنیف کیں، تصوف کے طریق پر آپؒ نے بہت سارا کلام کیا اور آپؒ کے اشعار بھی اچھے ہیں اور آپؒ کا جنازہ بھی بہت اچھا تھا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۱۳ص ۱۶۷، وفیات ۶۳۸ ھجری) علامہ ابن کثیر کی بے غبار عبارت زئی صاحب کی بددیانتی پر ماتم کر رہی ہے کہ انہوں نے آدھی عبارت ابن کثیرؒ کی پیش کی اور آدھی چھوڑ دی۔ اس میں کیا راز ہے۔۔۔؟ یہ تو زئی صاحب ہی بتا سکتے ہیں۔

دیگر محدثین کا جواب غیر مقلد علماء کی زبان میں:

جن دیگر علماء کا حوالہ زئی صاحب نے پیش کیا ہے حجرؒ اور دقیق العید وغیرہ حضرات شامل ہیں۔ لیکن یہ حوالے بھی زئی صاحب کیلئے سودمند نہیں کیونکہ ان حضرات کے یہ فتوے ابن عربی کی ظاہری عبارات کو دیکھ کر وجود میں آئے تاکہ عوام ان عبارات کو پڑھ کر دھوکے میں نہ پڑیں۔ اور جلال الدین سیوطیؒ وغیرہ نے جو ابن عربیؒ کے متعلق فیصلہ کیا وہ باطن کو دیکھ کر کیا۔ لیکن ہمارے مہربان چونکہ ظاہر کو ہی دیکھے ہیں اس لئے انہیں صرف ظاہر ہی نظر آتا ہے جب کہ حقائق کو دیکھ کر فیصلہ کرنا چاہیے۔ چلیں جلال الدین سیوطیؒ اور امام غزالیؒ نہ سہی زئی صاحب اپنے ہی علماء میں نواب صدیق حسن خان صاحب اور علامہ وحید الزمان کو ہی پڑھ لیں چنانچہ علامہ صاحب لکھتے ہیں کہ ابن تیمیہ نے ابن عربی پر بڑا سخت رد کیا اور تفتازانی نے ان کی اتباع کی ہے لیکن میرے نزدیک حقیقت یہ ہے کہ یہ حضرات شیخ ابن عربی کا مطلب نہیں سمجھتے میں انہوں نے غور نہیں کیا فصوص میں شیخ ابن عربی کے ظاہر الفاظ ان کو نامانوس لگے اگر یہ حضرات فتوحات میں غور کرتے تو جان لیتے کہ اصول اور فروع میں شیخ اہل حدیث ہیں (ہدیۃ المہدی ص ۵۰، ۵۱) اور اگر زئی صاحب ذرا غور کریں تو اسی ہدیہ المہدی میں علامہ وحید الزمان صاحب وحدۃ الوجود کو وہی عقیدہ لکھ رہے ہیں جو محققین صوفیاء کرام کا ہے۔ اگر یقین نہیں آتا تو ہدیۃ المہدی اٹھا کر خود مطالعہ فرمالیں۔ لیکن

اتنا ضرور کریں کہ مطالعہ کرنے کے بعد علامہ صاحب کو علمائے دیوبند کے ہی خطاب سے نوازیں وحید الزمان کے علاوہ نواب صدیق حسن خان صاحب جو غیر مقلدین کے پیشواؤں میں گنے جاتے ہیں ان کا فرمان بھی ملاحظہ کرلیں تا کہ صرف علماء دیوبند پر ہی الزام نہ آئے۔ چنانچہ نواب صاحب لکھتے ہیں کہ ''میں نے شیخ ابن عربیؒ کی قبر کی زیارت کی اور کئی بار اس سے تبرک حاصل کیا ۔آپ کی قبر پر انوار و برکات کے آثار نمایاں نظر آئے اور وہاں مشاہدہ کئے جانے والے عظیم احوال سے کوئی ''منصف مزاج'' آدمی انکار نہیں کرسکتا۔(التاج المکلل ص ۱۷۸)اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ ''شیخ ابن عربیؒ اللہ کی ایک ظاہری حجت و دلیل اور واضح نشانیوں میں سے ہیں۔(ایضاً) غیر مقلدین حضرات اور زئی صاحب علماء دیوبند پر الزام لگانے سے قبل اپنے ان بڑے بزرگوں کا بھی نظریہ وحدۃ الوجود ابن عربیؒ کے حوالے سے پڑھ لیں تا کہ الزام صرف علماء دیوبند پر ہی نہ آئے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ انکے اکابر ابن عربی کے متعلق ایسے نظریات رکھتے ہیں اور ان کے متبعین ابن عربی کو کافر کہنے پر بضد ہیں۔ عام قاری اس متضاد نظریے پر تعجب کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ ماقبل والے سچے یا مابعد

تصوف میں جب پیچیدگیاں تو پھر اس پر عمل کیوں۔۔۔؟

بعض حضرات یوں بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ جناب جب تصوف وسلوک کی راہ میں اس قدر نزاکتیں ہیں کہ بے احتیاطی میں نوبت کفر واسلام تک جا پہنچتی ہے تو اس کو خیر باد ہی کہہ دیا جاتا بس فقط قرآن وحدیث کو لے کر چلیں ان کے علاوہ کسی اور چیز کی ضرورت نہیں تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ قرآن کریم میں بھی تو بعض مقامات کے اندر یہ پیچیدگیاں پائی جاتی ہیں جب ہی تو اعلانِ خداوندی ہے''فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون'' (القرآن) کہ اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھو۔کیا قرآن پاک میں متشابہات سے دور رہنے کا حکم نہیں دیا گیا...؟ جب قرآن پاک میں بعض مقامات پر ظاہری معنی سے کنارہ کشی اختیار کر کے باطنی اور مجازی معنی کئے جاتے ہیں تو یہی طرز عمل تصوف وسلوک کے پیچیدہ اور مشتبہ مقامات پر کیوں نہیں اپنا لیا جاتا۔۔۔؟ کیا متشابہات کی وجہ سے قرآن مجید

کو چھوڑنے کی اور متشابہات کو قرآن مجید سے نکالنے کی کوئی بات کر سکتا ہے۔۔۔؟ حضرت موسیٰؑ کو جس درخت سے "انی انا اللہ رب العالمین" کی صدا آئی تھی اس کا جواب بھی مرحمت فرمائیں تا کہ حقیقت واضح ہو جائے۔

اس حدیث مبارکہ کے ظاہر معنی لیں گے یا باطنی۔۔۔؟

امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں یہ حدیث قدسی نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ فرماتے ہیں "میرا بندہ نوافل کے ذریعے میری قربت حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کر لیتا ہوں تو اس کا وہ کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے وہ آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے وہ ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اس حدیث کو اگر اپنے ظاہری معنی پر ہی رہنے دیا جائے تو اس کا جو مطلب بنتا ہے وہ زبیر علی زئی اچھی طرح سمجھتا ہے لیکن میرے خیال میں اس روایت کا ظاہری معنی کرنے کی بجائے وہ کوئی اور معنی ہی کریں گے۔سوال یہ ہے کہ جب اس حدیث کے ظاہری معنی سے کفر لازم نہیں آتا تو پھر اہل تصوف کے کلام کو غلط رنگ کیوں دیا جاتا ہے۔۔۔؟ کیا انکے کلام کو صحیح معنی اور مطلب نہیں پہنایا جا سکتا۔۔۔؟

علماء دیوبند کس وحدۃ الوجود کے قائل ہیں۔۔۔؟

زبیر علی زئی صاحب نے علماء دیوبند کے حوالے سے دو ورق سیاہ کئے اور انہیں بھی مورد الزام ٹھہرا کر ابن عربی کی صف میں شامل کیا ہے۔لیکن یہ بات سائل کو نہ بتائی کہ وحدۃ الوجود میں علماء دیوبند، محققین صوفیا کے نقش قدم پر چلتے ہیں نہ کہ جاہل صوفیوں کے۔اس سلسلے میں حضرت اقدس مفتی اعظم حضرت مفتی رشید احمد صاحبؒ کے فتوے کا اقتباس بھی ملاحظہ فرما لیں تا کہ علماء دیوبند کی طرف سے معاملہ صاف ہو جائے۔چنانچہ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ حاصل اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود کامل ہے اور اسکے مقابلے میں تمام موجودات کا وجود اتنا ناقص ہے کہ کالعدم ہے عام محاورہ میں کامل مقابلہ میں ناقص کو معدوم سے تعبیر کیا جات ہے جیسے کسی بہت بڑے علامہ کے مقابلہ میں معمولی تعلیم یافتہ کو یا کسی مشہور پہلوان کے مقابلہ میں معمولی شخص کو کہا جاتا ہے یہ تو اس

کے سامنے کچھ بھی نہیں حالانکہ اسکی ذات وصفات تو موجود ہیں مگر کامل کے مقابلے میں انہیں معدوم قرار دیا جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالی کے وجود کامل کے سامنے تمام مخلوقات کے وجود کو حضرات صوفیاء معدوم قرار دیتے ہیں۔(اور کچھ آگے چل کر لکھتے)اسی طرح عینیت اصطلاح صوفیاء میں بمعنی احتیاج ہے اس معنی سے جملہ مخلوق عین خالق ہے یعنی اس کی محتاج ہے پھر کبھی عینیت میں یہ قید لگادیتے ہیں کہ اس احتیاج کی معرفت بھی ہواس معنی سے صرف عارف کیلئے عینیت ثابت کرتے ہیں پھر بعض اوقات ایک قید مزید بڑھادیتے ہیں کہ اس معرفت میں اس قدر استغراق ہوکہ جملہ مخلوق حتی کہ اپنی ذات کی طرف التفات بھی نہ رہے۔(اور کچھ آگے چل کر مزید لکھتے)جاہل صوفیوں کے فتنہ سے امت کی حفاظت کیلئے اہل ارشاد نے وحدۃ الوجود کی اصطلاح کو وحدۃ الشہود سے بدل دیااس میں فتنہ کا خطرہ نہیں کیونکہ اس میں غیر کے وجود کی نفی نہیں بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جملہ موجودات میں سے شہوداور التفات صرف ایک ذات کی طرف ہے(احسن الفتاویٰ ج ا ص ۵۵۴)یہ فتوی علمائے دیوبند کی ترجمانی کیلئے کافی ہےاب اگراس کے باوجود زئی صاحب علمائے دیوبند کووحدۃ الوجود کے مسئلہ میں محققین صوفیاء سے ہٹا کر جاہل صوفیوں کی صف میں لانا چاہتے ہیں تو یہ ان کی سینہ زوری ہے ہم اس میں انکوکیا کہہ سکتے ہیں۔

خود ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں
ہم عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

آخری گزارش:

انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ اگر علمائے کرام ابن عربی کے متعلق مختلف نظریے ہیں تو پھر انکے معاملے میں خاموشی اختیار کی جاتی لیکن زئی صاحب نے اپنے تحقیق کے قلم سے ایک مسلمان کو کافر بنا کر چھوڑا بلکہ بیسیوں مسلمانوں کودائرہ اسلام سے خارج کر دیا حالانکہ اہل علم واہل تقوی کی تحقیق کا یہ رویہ نہیں ہوتا بلکہ وہ کفرواسلام کے معاملے میں بڑے محتاط ہوکر چلتے ہیں کیا زئی صاحب کو یہ علم نہیں کہ کہ جرح کرنے والوں نے توامام بخاریؒ اور امام اعظم ابوحنیفہؒ جیسے اتقیاء کوبھی معاف نہیں کیا۔۔۔؟اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے والا بنائے اور اہل تقوی پرمن گھڑت الزامات لگانے سے محفوظ رکھے(امین یارب العالمین)

جماعت المسلمین کے عقائد و نظریات کا علمی و تحقیقی جائزہ

مولانا محمد رضوان عزیز صاحب

(قسط نمبر ۴)

دلیل نمبر۲۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں **ولا جناح علیکم ان تنکحوھن اذا اٰتیتموھن اجورھن** (سورۃ الممتحنہ آیت ۱۰) اور تم کو ان عورتوں سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں جب تم ان کے حق مہر ادا کردو۔

اس آیت مبارکہ میں مہاجر عورتوں کا حکم بیان فرمایا جارہا ہے۔ کہ جو عورتیں دارلکفر سے ہجرت کر کے دارالاسلام میں آجائیں تو انکے حق مہر ادا کر کے ان سے نکاح کرلو اور حق مہر کو اللہ تعالی اجرت سے تعبیر فرمارہے ہیں۔ جبکہ نکاح ایک مسنون عبادت ہے اور اس عبادت کی ادائیگی کیلئے اللہ تعالی اجرت کی شرط لگارہے ہیں تو معلوم ہوا مور دینیہ کی ادائیگی پر اجرت لینا حرام نہیں ہے۔

دلیل نمبر۳۔ ھل جزآء الاحسان الاالاحسان (سورۃ الرحمٰن آیت ۶۰) نیکی کا بدلہ نیکی کے ماسواء کچھ نہیں ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی اصول زیست بیان فرمارہے ہیں کہ نیکی کا بدلہ نیکی ہے۔ یعنی اگر ایک آدمی ملکی سرحدوں پر پہرہ دے رہا ہے یا دین کی سرحدیں اسکی وجہ سے محفوظ ہیں یا کوئی قاضی عدالت میں شرعی فیصلے کر رہا ہے یا معلم بچوں کو زیور علم سے آراستہ کر رہا ہے یا امام جہالت میں پڑی قوم کو نور ہدایت سے روشناس کروا رہا ہے یہ سب قوم کے محسن ہیں اور ان کے احسان کا بدلہ دینا پوری قوم کی ذمہ داری ہے۔ اب حسان کا بدلہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ اسے بھی پڑھایا جائے کیونکہ وہ تو پہلے ہی پڑھا ہوا ہے بس اس کے احسان کے بدلے کی یہی صورت ہے کہ اسے فکر معاش سے آزاد کر دو تا کہ یہ بے فکری سے تعلم و تربیت کا سلسلہ جاری رکھ سکے۔ اور اس احسان کے بدلے کی بہترین صورت یہی ہے کہ اسے اس کی محنت کی تنخواہ دی جائے

دلیل نمبر۴ : فجاءتہ احدٰھما تمشی علی استحیآء قالت ان ابی یدعوک لیجزیک اجر ما سقیت لنا (سورۃ القصص آیت نمبر ۲۵)

ان میں سے ایک لڑکی حیاء کے فرش پر چلتی ہوئی آئی اور کہا کہ میرے والد صاحب آپ کو بلاتے ہیں تا کہ آپ کو اجرت دیں اس کی جو آپ نے ہمیں پلایا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ملک مصر سے ہجرت کر کے مدین کے کنویں پر پہنچے تو دیکھا کہ دو عورتیں بکریوں کو پانی پلانا چاہتی ہیں مگر پانی نکالنے کی ہمت نہیں رکھتیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کنویں سے پانی نکال کر بکریوں کو پلا دیا۔ وہ جلدی گھر چلی گئیں تو ان کے والد حضرت شعیب علیہ السلام نے سبب دریافت کیا سبب معلوم ہونے کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلا بھیجا تو حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی نے خوب صورت اسلوب اختیار فرمایا، اِنَّ اَبِــــــیْ یَدْعوک لیجزیک اجر ماسقیت لنا یہاں پر علامہ سید محمود آلوسی البغدادیؒ نے بہت ہی دلچسپ نکتہ ارشاد فرمایاھے لیجزیک اجرما سقیت لنا ای جزاء سقیک اِنَّ مامصدرية ولايجوز ان تكون موصولة" لان مايستحق عليه الاجر فِعْله' لاما سقاه'اذهو المباح (تفسیر روح المعانی ر ج ۱۱ ر ص ۶۵ مکتبہ امدادیہ) یعنی اجر ماسقیت لنا میں جو لفظِ ماء ہے وہ مصدریہ ہے موصولہ نہیں اس لئے کہ اجرت کا مستحق اس کا فعل ہے نہ کہ وہ چیز جو پلائی گئی کیونکہ پانی تو ایک مباح چیز ہے۔

اب پانی کی اجرت تو نہیں دی گئی۔ بلکہ پانی پلانے کا جو فعل ہے اس کی اجرت دی گئی ہے لہٰذا معلمین مدرسین یا آئمہ وخطباء حضرات جو تنخواہ لیتے ہیں وہ قرآن وحدیث کی اجرت نہیں ہوتی بلکہ جو یہ تعلیم دیتے ہیں اس فعل کی اجرت ہے۔ اس لئے کیپٹن عثمانی اور جماعت المسلمین کے عقل و خرد سے تہی دست مادرزاد علمی یتیموں کا شور کرنا کہ علماء قرآن بیچ کر کھاتے ہیں اور ائمہ حرام خور ہیں محض عثمانیوں اور مسعودیوں کی بادشکم ہے جس کا مخرج ان کا منہ بن گیا ہے جیسے متنبّی شاعر نے کہا ہے۔

وتلک صموت'' ذاناطق ۔۔۔اذا حرکوہ فساءاوھذا۔

کہ بت خاموش ہیں اور یہ بولتے ہیں جب ان کو حرکت دی جائے تو منہ سے مغلظات اور سمت مخالف سے ہوائیات کا اخراج کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ۵۔ بخاری شریف جو کہ حدیث کی اصح ترین کتاب ہے۔ اور فریق مخالف کو بھی تسلیم

کیے بغیر چارہ کار نہیں اس میں امام بخاریؒ نے باب قائم فرمایا۔ باب رزق الحکّام و العاملین علیھا و کان شریح القاضی یاخذ علی القضاء اجراً و قالت عائشۃؓ یاکل الوصی بقدر عمالتہ و اکل ابوبکرؓ و عمر (بخاری ص۱۰۶۲ ج۲)

یہ باب ہے حکام اور عاملین کے رزق کے بیان میں اور قاضی شریح فیصلہ کرنے کی اجرت لیتے تھے اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں وصی بھی مال وصیت سے بقدر عمل کھا سکتا ہے کیونکہ ابوبکرؓ و عمرؓ بھی کھاتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ منصب پر فائز شخص اپنی محنت کی تنخواہ لے سکتا ہے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ جیسے جلیل القدر اصحابؓ بیت المال سے بقدر ضرورت تنخواہ لے سکتے ہیں تو آج تنخواہ کیوں حرام ہوگی۔۔۔؟ خود حضرت عمرؓ کا مبارک کا ارشاد صحیح بخاریؒ میں موجود ہے کہ کان النبی ﷺ یعطینی العطاء فاقول اَعْطِہ اَفْقَرَ الیہ مِنّی حَتّٰی اَعْطَانِی مرۃً مالاً فقلت اعطہ من ھو افقر الیہ منّی فقال النبی ﷺ خذہ فَتَمَوّلْہُ وَ تَصَدَّق بہ (بخاری ر ج ۲ ر ص ۱۰۶۱ ر رقم الحدیث ۷۱۶۴) یعنی حضرت عمرؓ کو رسول ﷺ نے کچھ مال دیا حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ یارسول ﷺ مجھ سے زیادہ مستحق کو عطا فرما دیجئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مال لیکر پہلے مالدار بن جا پھر بے شک اسے صدقہ کر دے۔

دلیل نمبر ۶ ۔ ابوداؤد شریف میں امام ابوداؤدؒ نے باب قائم فرمایا، باب فی ارزاق العمّال کہ یہ باب ہے عمال حضرات کے رزق کے بیان میں عن عبداللہ بن بریدۃ عن ابیہ عن النبی ﷺ قال من استعملنا ہ علی عمل فرزقناہ فما اخذ بعد ذٰلک فھو غلول (ابوداؤد ر ج ۲ ر ص ۴۰۸ رقم الحدیث ۲۹۴۳) حضرت عبداللہ بن بریدہؓ اپنے باپ سے نقل کرتے ھیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہم کسی کو کسی کام پر عامل مقرر کریں تو اسے اجرت بھی دیتے ہیں پس جو بعد میں کچھ لے گا وہ خیانت ہوگی۔

دلیل نمبر ۷ ۔ عن ابن الساعدیؓ قال استعملنی عمر الصدقۃ فلما فرغت امر لی بعمالۃ فقلت انما عملت للہ قال خذ ما اعطیت فانی قد عملت علیٰ عھدِ رسول ﷺ فعمّلنی (ابوداؤد ر ص ۴۰۸ ر ج ۲ ر رقم ۲۹۴۴)

حضرت ابن ساعدیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عمرؓ نے صدقہ کی وصولیابی پر عامل مقرر فرمایا لہذا جب میں فارغ ہوا تو میرے لئے اجرت کا حکم دیا گیا میں نے عرض کی کہ میں نے یہ خدمت اللہ کیلئے انجام دی ہے۔تو حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا تنخواہ لے لو بے شک ہم بھی رسول ﷺ کے مبارک دور میں عامل بنائے گئے اور ہمیں اجرت دی گئی۔لہذا یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ نیکی کے کاموں پر اجرت لینے کا طریقہ نبی ﷺ کے مبارک دور میں بھی جاری تھا 14سو سال بعد وبائی مرض کی طرح منصۂ شہود پر نمودار ہونے والے وادی ظلمت کے راہی کیا جانے کہ شریعت محمدی کس قدر جامع اور منور ہے۔جن کے دل بغض سے فالج زدہ ہوں انہیں بادۂ عرفان کیسے نصیب ہوگا۔

دلوں میں تو اب چراغ آگہی ہوتے نہیں روشن
فضاؤں میں منور اب چراغ طور کیا ہوں گے

دلیل نمبر ۸۔صحیح بخاری میں حدیث مبارکہ ہے **عن ابن عباسؓ انّ نفراً من اصحاب النبی ﷺ مرّو بماءٍ فیھم لدیغ" او سیلم فعرض لھم رجل" من اھل الماء فقا ل ھل فیکم من راق ان فی الماء رجلاً لدیغاً او سلیماً فانطلق رجل" منھم فقراء بفاتحۃ الکتاب علی شاء فبراء فجاء بالشاء الی اصحابہ فکرھوا ذٰلک وقالوا اخذت علی کتاب اللہ اجراً حتّٰی قدموا المدینۃ فقالوا یارسول اللہ ﷺ اخذعلی کتاب اللہِ اجراً فقال رسول اللہ ﷺ اِنَّ احق ما اخذتم علیہ اجراً کتاب اللہ** (بخاری باب الشروط فی الرقیہ بقطیع من الغنم ر ج ۲ ر ص ۸۵۴ ر رقم ۵۷۳۷)واقعہ یہ ہے کہ صحابہؓ میں سے کچھ افراد ایک چشمے کے پاس سے گزرے وہاں مقامی لوگوں میں سے کسی آدمی کو سانپ نے ڈس لیا تھا انہوں نے صحابہؓ سے عرض کی آپ لوگوں میں کوئی دم وغیرہ کا جاننے والا ہے ایک صحابیؓ نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو وہ آدمی ٹھیک ہوگیا لہٰذا انہوں نے کچھ بکریاں ہدیّہ میں دیں بقیہ صحابہؓ نے اسکو نہ پسند فرمایا اور کہا کہ آپ نے کتاب اللہ پہ اجرت لی ہے جب وہ مدینہ منورہ میں واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ سے سارا واقعہ عرض کیا کہ ہم نے کتاب اللہ پر اجرت لی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اجرت کی سب سے زیادہ مستحق تو ہے

ہی کتاب اللہ اب اتنی صریح حدیث مبارک کے ہوتے ہوئے علماء دین پر طعن و تشنیع کرنا کہ وہ تعلیمِ قرآن کی اجرت لیتے ہیں یہ عدل وانصاف کا خون کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔۔۔؟ عثمانی اور مسعودی حضرات جو تنخواہ کے حرام ہونے پر ابن ماجہ کی روایت پیش کرتے ہیں کہ ایک صحابیؓ نے قرآن پڑھایا اور کمان لی تو اللہ کے نبی ﷺ نے وہ کمان واپس کروادی لہذا تنخواہ لینا جائز نہیں ہے۔ یہ حدیث کئی وجوہ سے قابل استدلال نہیں ہے۔

نمبر(۱) ۔۔حدیث رقیہ جو اوپر مذکور ہے اس سے منسوخ ہے۔ نمبر(۲)۔۔عبدالرحمان بن الاسود اس روایت میں ایک راوی ہے جو کہ مجہول ہے۔ نمبر(۳)۔۔اس حدیث کو محدثین نے موضوعات میں شمار کیا ہے۔اب اس قدر مجروح اور کمزور روایت کو صحیح صریح حدیث کے مقابلہ میں پیش کرنا محض ہٹ دھرمی یا اصول حدیث سے جہالت ہی ہوسکتی ہے۔ غیر مقلدین عثمانیوں مسعودیوں اور مماتیوں وغیرہ یہ اجتماعی مزاج ہے کہ اپنے مخصوص نظریات کے خلاف پیغمبر ﷺ کا فرمان ہو یا اللہ کا قرآن ہو یہ اسے ذرہ برابر اہمیت نہیں دیتے اب ایسی بنجر زمینوں پر قرآن وحدیث کی نورانی بارش سے کیا حاصل۔۔۔؟ صدیوں کی جہالت اور قرنوں کی ضلالت کے مظہر لوگ کب صراط مستقیم کے طالب ہوسکتے ہیں۔

پھولوں کو صباء لاکھ گلستاں میں ہنسالے
پھر بھی یہ علاج غم شبنم تو نہیں ہے

دلیل نمبر۹۔عن عدی بن عمیرہؓ ان رسول اللہ ﷺ قال من استعملنا ہ علیٰ عَمَلٍ فلیاء ت بقلیلہ و کثیرہ فماادنی منہ اخذہ (مشکوۃ/ج اص/۳۲۶)

حضرت عدی بن عمیرہؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم اگر کسی کو کسی کام پر عامل مقرر کریں تو وہ تمام قلیل کثیر ہمارے پاس لائے اور جو چیز اس میں سے اسے دی جائے وہ اسے لے لے۔

دلیل نمبر ۱۰۔حضرت عمرؓ نے موذنوں،اماموں،معلموں او رمجاہدوں کی تنخواہیں مقرر فرمائی ہیں............(جاری ہے)

سفرنامہ مولانا محمد ابوبکر غازیپوری مدظلہ

مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی مدظلہ (قسط نمبر۴)

جن الفاظ سے حضرت غازیپوری نے حضرت قاضی صاحبؒ کو خراج تحسین پیش کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں حضرت کا کیا مقام تھا بندہ نے عرض کیا کہ میں نے حضرت قاضی صاحب جیسا ولی کامل کوئی نہیں دیکھا یہی رائے حضرت اوکاڑویؒ کی تھی کہ حضرت لاہوری کے بعد حضرت قاضی صاحبؒ جیسا کوئی نہیں تھا یہی وجہ تھی کہ حضرت کی بیعت حضرت قاضی صاحبؒ سے تھی مولانا غازیپوری نے مدینہ میں حضرت کی زیارت کی تھی اور بتایا کہ حضرت دس منٹ تک مجھے سینے سے لگائے رہے اس کی کیفیات کئی دنوں تک میں محسوس کرتا رہا حضرت قاضی صاحب کے بعد حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں جانا ایک فطری عمل تھا جس کے لئے غازیپوری بے تاب تھے پیر محل سے فراغت کے بعد ہم مخدوم پور کے لئے روانہ ہوئے رات تقریباً نو بجے ہم مخدوم پور پہنچے حضرت اقدس شاہ صاحب کی ملاقات بعد نماز مغرب انتہائی مشکل ہوتی ہے خیر حضرت نے کمال شفقت سے ملاقات کے لئے وقت عنایت فرمادیا اہل دل نے اہل دل کو کیا کیا دیا جب مجلس برخاست ہوئی تو ہم سب کے سامنے حضرت کی تحریر خلافت تھی۔

حضرت غازیپوری جب دارالعلوم پہنچے تو اس ملاقات کے متعلق یہ شعر سنایا

نہ کچھ کہنے کی فرصت ہے نہ کچھ سننے کی ہمت ہے
ان کو دیکھتے جاؤ بس یہ موقع غنیمت ہے

حضرت شاہ صاحب نے اپنی بابرکت کپڑے کی ایک ٹوپی جس میں حضرت کے متبرک روپے موجود رہتے ہیں اور علماء طلباء پر نوازش فرماتے رہتے ہیں حضرت غازیپوری صاحب کو پانچ سو روپے عنایت فرمائے یہاں سے فیض یاب ہونے کے بعد ملک کی عظیم درسگاہ دارالعلوم کبیر والا کے لئے عازم سفر ہوئے وہاں پہلے سے اطلاع کی جاچکی تھی دارالعلوم کبیر والا کے اساتذہ کرام شیخ الحدیث حضرت مولانا ارشاد صاحب مہتمم دارالعلوم کبیر والا استاذ العلماء حضرت مولانا اسماعیل

صاحب خاص طور پر انتظار میں تھے جب ہم وہاں پہنچے تو مسجد میں جماعت ہو چکی تھی نماز سے فارغ ہونے کے بعد مدرسہ کے اساتذہ خصوصاً مذکورہ حضرات تشریف لے آئے اور رات دیر تک اصحاب علم وفضل کی مجلس جمی رہی استاذ مکرم مولانا ارشاد صاحب کی شفقت اور مولانا اسماعیل صاحب کی محبت قابل دید تھی موخرالذکر شفقت سے مجھے فرمانے لگے کچھ کھایا پیا کرو خود پتلے ہو اور کتابیں اپنے سے موٹی لکھ رہے ہو صبح نماز فجر کے بعد دارالعلوم کی عظیم مسجد میں حضرت کا بیان شروع ہوا حضرت کا تعارف کرواتے ہوئے مناظر اسلام مولانا محمد الیاس گھمن صاحب نے فرمایا کہ حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ ہم میں نہیں رہے پاک و ہند میں ان کے جانشین جن کا فیض برصغیر کے علاوہ عرب سعودی عرب امریکہ وغیرہ میں بھی پھیل رہا ہے مولانا ابوبکر غازیپوری صاحب ہیں میں حضرت سے درخواست کرتا ہوں کہ بیان فرمائیں مولانا غازیپوری صاحب نے خطبہ کے بعد بیان اس بات سے شروع فرمایا۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ کا مجھے جانشین کہا گیا ہے حضرت کے علم کا سوواں حصہ بھی ہمیں نصیب ہو جائے تو بڑی بات ہے ان جیسے انسان صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں مگر افسوس ہے کہ پاکستان کے علماء نے ان کی قدر نہ کی علم تو ان لوگوں کے پاس تھا ہم تو ان کی باتوں کو یاد کر کے اپنے الفاظ میں بیان کر دیتے ہیں مولانا غازیپوری تقریباً دس منٹ تک حضرت اوکاڑویؒ کا مقام و مرتبہ بیان کرتے رہے مولانا نے ایسی باتوں کا اظہار اپنے اس مضمون میں بھی کیا ہے جو کہ ماہنامہ الخیر میں شائع ہو چکا ہے۔

مولانا غازیپوری بیان سے فارغ ہوئے تو لسی کے ساتھ ناشتہ تیار تھا جبکہ ناشتہ جامعہ قادریہ حنیفہ جا کر کرنا تھا اس لئے یہاں لسی پر ہی اکتفاء کیا گیا ہاں یاد آیا کہ مولانا غازیپوری دونوں چیزیں لسی اور چائے شوق سے پیتے جبکہ بندہ اور مولانا الیاس گھمن چائے سے انتہائی دور اور لسی کے دلدادہ ہیں وہاں سے فراغت کے بعد جامعہ قادریہ حنفیہ صادق آباد میں ملتان کے لئے عازم سفر ہوئے راستہ میں جامعہ کی ایک شاخ جامعہ خالد بن ولید قادر پور راواں گاڑی میں ہی دعا کی اور پھر کچھ دیر

بعد جامعہ قادریہ جا پہنچے جامعہ قادریہ ماشاءاللہ ان مدارس میں سے ایک ہے جنہوں نے حال ہی میں ترقی کی منازل بہت جلد طے کی ہیں مدرسہ کے مہتمم حضرت مولانا نواز صاحب صاحبِ علم و عمل انسان ہیں حضرت اوکاڑویؒ سے بھی اچھا تعلق تھا بلکہ حضرت اوکاڑویؒ نے ان کو اتحاد کا ملتان کا امیر بنانے کا ارادہ بھی کیا تھا مگر مولانا نے اپنی تدریسی مصروفیات کی وجہ سے معذرت کر لی تھی وہاں حضرت غازیپوری صاحب کا بیان ہوا بیان کے بعد مدرسہ کے دفتر میں بیٹھے رہے ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر اس کے بعد ہمارا قیام ملتان کے معروف مدرسہ جامعہ عمر بن خطابؓ میں تھا جامعہ عمر بن خطابؓ اگرچہ تبلیغی ذوق کا مدرسہ مگر اس کے بانی حضرت مولانا کریم بخش صاحب مسلکی مزاج بھرپور رکھتے ہیں بندہ کو یاد ہے کہ حضرت اوکاڑویؒ کافی دفعہ جامعہ میں بیان کے لئے تشریف لائے اور مولانا کریم بخش صاحب وہاں کئی دفعہ بغرض زیارت حاضر ہوئے ایک دفعہ عصر کے بعد تشریف لائے حضرت آرام کر رہے تھے طبیعت ناساز تھی مولانا نے وہیں ماتھے پر بوسہ دیا اور ادب سے باہر نکل آئے شاید یہ آخری ملاقات تھی جو مولانا حضرت اوکاڑویؒ سے ان کی ہوئی مولانا کریم بخش صاحب بمع اپنے رفقاء کے مدرسہ کے گیٹ پر استقبال کے لئے موجود تھے کمرہ میں جا کر بیٹھایا گیا حضرت غازیپوری کے بائیں جانب بندہ بیٹھا تھا کہ عظیم عالم دین جامع المعقولات والمنقولات حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب صابر بغرض زیارت تشریف لے آئے ۔مولانا یٰسین صابر دارالعلوم کبیر والا' جامعہ رشیدیہ ساہیوال' جامعہ خیرالمدارس اپنے فیوضات پھیلا چکے ہیں اور ملک میں مایہ ناز مدرسین میں آپ کا شمار ہے۔

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اثر جون پوری)

منکر جو ہو رہا ہے نبیؐ کی حیات کا
اعلان کر رہا ہے وہ خود اپنی مات کا

خود بند کر رہا ہے شفاعت کے باب کو
کیا خواب دیکھتا ہے مماتی نجات کا

1... آج کل غیر مقلدین چاند رات سے نماز تراویح کی جماعت شروع کرتے ہیں حالانکہ آنحضرت ﷺ نے ساری زندگی میں ایک بار بھی چاند رات سے یہ جماعت شروع نہیں کرائی، یہ سنت نبوی ﷺ نہیں بلکہ سنت خلفاء راشدینؓ ہے۔

2...... آج کل غیر مقلدین پورا ماہ رمضان نماز تراویح باجماعت ادا کرتے ہیں جبکہ آنحضرت ﷺ نے مسجد میں آئے ہوئے لوگوں کو فرمایا تھا اپنے گھر نماز پڑھو، یہ سارا مہینہ جماعت تراویح سنت نبوی ﷺ نہیں بلکہ سنت خلفاء راشدینؓ ہے۔

3...... آج کل غیر مقلدین ہر سال رمضان میں تراویح باجماعت ادا کرتے ہیں جبکہ آنحضرت ﷺ نے صرف ایک سال آخری عشرہ میں تین دن جماعت کروائی تھی، یہ بھی سنت نبویؐ ہرگز نہیں ہے بلکہ سنت خلفاء راشدینؓ ہے۔

4...... آج کل غیر مقلدین پورا مہینہ رمضان میں عشاء کے فوراً بعد نماز تراویح پڑھتے ہیں حالانکہ یہ سنت نبوی ہرگز نہیں ہم تو اسے سنت خلفاء راشدینؓ کہتے ہیں مگر مشہور غیر مقلد عالم مولانا عبدالقادر حصاروی فرماتے ہیں: بہرحال نماز عشاء کے بعد تراویح جماعت کے ساتھ ہمیشہ ادا کرنا جیسا کہ عام طور پر مروج ہے نہ تعامل نبویؐ سے ثابت ہے نہ تعامل خلفائے اربعہ سے اس لئے یہ سنت نہیں، جائز ہے۔ (صحیفہ اہل حدیث کراچی یکم رمضان ۱۳۹۲ھ)

5...... آج کل غیر مقلدین نماز تراویح باجماعت میں قرآن پاک ختم کرتے ہیں حالانکہ نماز تراویح میں قرآن پاک کا ختم ہرگز سنت نبوی نہیں ہے بلکہ سنت صحابہؓ ہے،

6...... آج کل غیر مقلدین تراویح میں ختم قرآن کو اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ مولانا حصاروی لکھتے ہیں: کسی قرآن خوان کو امام بنا کر گھر میں جماعت کرا لیا کریں۔ اس طرح ختم قرآن اور جماعت کا ثواب بھی حاصل ہو جائے گا یا سورۃ قل ھو اللہ ہر رکعت میں تین بار پڑھ لیا

کریں۔(ملخصاً ایضاً)

7...... آج کل غیر مقلدین نماز تراویح کے بعد سو جاتے ہیں حالانکہ یہ سنت نبوی ﷺ نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا' آپ کمر کس لیتے اور پورا مہینہ رات کو نہ سوتے۔(عزیزی ص ۱۲۷/ ج ۳ بحوالہ شعب الایمان بیہقی) ہاں صحابہ کرام کا سو جانا ثابت ہے۔عہد فاروقی میں والتی تنامون عنہا الحدیث۔(بخاری ص ۲۶۹/ ج ۲)

8...... صحیح بخاری شریف ص ۲۶۹/ ج ۲ پر ہے کہ رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں آنحضرت ﷺ اپنی ازواج مطہرات کو بھی بیدار رکھتے ہیں جب کہ غیر مقلدین اپنی بیویوں کو بیدار نہیں رکھتے۔

9...... آج کل غیر مقلدین تراویح میں قرآن پاک اس طرح دیکھ کر پڑھتے ہیں کہ اٹھایا ہوا ہے' ورق گردانی بھی ہو رہی ہے' رکوع کے وقت نیچے زمین پر رکھ دیتے ہیں' اگلی رکعت میں پھر اٹھا لیتے ہیں' یہ طریقہ نماز تراویح میں ہرگز ہرگز سنت نبوی سے ثابت نہیں ہے۔

تراویح کے بارے میں غیر مقلدین سے چند سوالات؟

انتخاب
مولانا محمد حارث صاحب

نماز تراویح کے بارے میں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات غیر مقلدین کسی حدیث صحیح صریح غیر معارض سے نہیں دے سکتے: (انشاء اللہ)

سوال1...... جس طرح احادیث میں نماز فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء، ضحیٰ، تہجد، وتر نمازوں کے نام آئے ہیں کہ کیا کسی صحیح حدیث میں کسی نماز کا نام تراویح بھی آیا ہے یا نہیں؟

سوال2...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ چار رکعت رات کے وقت پڑھتے ثم یروح واطال پھر کافی دیر تک استراحت اور وقفہ کرتے تھے۔ (بیہقی ص ۴۹۷/ج ۴) امام بیہقی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے مگر پوری امت نے اس نماز کا نام تراویح رکھا ہے گویا تلقی بالقبول کی وجہ سے یہ روایت مقبول ہے۔ اس تلقی بالقبول سے ہی خود غیر مقلدین نے اس نماز کا نام تراویح رکھا ہے۔

سوال3...... حضرت عمرؓ چار رکعت کے بعد ترویحہ فرماتے ہیں کہ آدمی سلع پہاڑ تک جا سکے۔ (بیہقی ص ۴۹۷/ج ۴)

سوال4...... فتاویٰ علماء حدیث ص ۲۴۱/ج ۶ پر ہے ''نماز تراویح کی تعریف علماء نے یہ لکھی ہے کہ نماز تراویح وہ نماز ہے جو ماہ رمضان کی راتوں میں عشاء کے بعد با جماعت پڑھی جائے اور اس نماز کا نام تراویح اس لئے رکھا گیا کہ لوگ اس میں ہر چار رکعت کے بعد استراحت کرنے لگے کیونکہ تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ کے معنی ایک مرتبہ آرام کرنے کے ہیں''۔

سوال5...... فتاویٰ علماء حدیث ص ۲۴۳/ج ۲ پر ہے'' قیام رمضان نماز تراویح سے اہم ہے کیونکہ نماز تراویح میں جماعت بھی شرط ہے۔ اگر اکیلے اکیلے پڑھیں تو تراویح نہ ہوگی بخلاف قیام رمضان کے کہ اس میں جماعت شرط نہیں خواہ جماعت کے ساتھ پڑھیں خواہ اکیلے اکیلے پڑھیں''۔

سوال6...... اگر تراویح پہلے وقت میں پڑھے تو صرف تراویح ہے پچھلے وقت میں پڑھے تو تہجد

کے قائم مقام ہوتی ہے۔(ایضاً ص ۳۲۹)

سوال7...... نماز تہجد تو سارے سال میں ہوتی ہے اور تراویح خاص رمضان میں ہے۔(ایضاً ص ۲۳۰/ج ۶)

سوال8...... جو شخص رمضان میں عشاء کے وقت نماز تراویح پڑھ لے وہ آخر وقت میں تہجد پڑھ سکتا ہے۔ تہجد کا وقت ہی صبح سے پہلے کا ہے' اول شب میں تہجد نہیں ہوتی۔(فتاویٰ علماء حدیث ص ۳۳۱/ج ۶)

سوال9...... تراویح اور تہجد ایک نماز ہے' یہ قرآن کی آیت یا حدیث صحیح سے ثابت فرمائیں' اپنے قیاسات لکھ کر شیطان نہ بنیں' امتیوں کے اقوال لکھ کر مشرک نہ بنیں۔

سوال10...... کیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک نماز کا نام گیارہ مہینے تہجد ہے اور بارہویں مہینے تراویح ہے؟

سوال11...... کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ نماز گیارہ ماہ نفل ہے اور بارہویں مہینے سنت ہے؟

سوال12...... کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گیارہ مہینے اس نماز کا وقت رات کا آخری حصہ ہے اور بارہویں مہینے اس کا وقت عشاء کے فوراً بعد ہے؟

سوال13...... کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گیارہ مہینے یہ نماز اکیلے پڑھو اور بارہویں مہینے با جماعت پڑھو؟

سوال14...... کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گیارہ مہینے اس میں قرآن ختم کرنا سنت نہیں' ہاں بارہویں مہینے میں قرآن ختم کرنا سنت ہے؟

سوال15...... ایک شخص نے ساری عمر میں تین دن نماز تراویح با جماعت پڑھی ہیں' اب نہیں پڑھتا کیا وہ گناہ گار ہے؟

سوال16...... جن محدثین اور فقہاء نے حدیث اور فقہ کی کتابوں میں نماز تہجد' نماز تراویح اور نماز

وتر کے ابواب الگ الگ باندھے ہیں وہ لوگ منکر حدیث ہیں یا کیا؟

سوال 17...... بعض غیر مقلدین اس قسم کی شرط لگایا کرتے ہیں کہ خود حضرت عمرؓ کا بیس رکعت میں شامل ہونا دکھاؤ، تو کیا یہ شرط کسی حدیث کے مطابق ہے؟ اگر کوئی یوں کہے کہ خود حضور ﷺ اور صدیق اکبرؓ کا اپنے ہاتھ سے قرآن جمع کرنا ثابت کرو ورنہ ہم یہ قرآن نہیں مانتے یا خود حضرت عثمانؓ سے جمعہ کی پہلی اذان دینا ثابت کرو ورنہ ہم یہ اذان نہیں مانتے؟ آیا اس کا یہ کہنا صحیح ہے؟

سوال 18...... کیا خود حضرت عمرؓ کا تراویح کی جماعت میں شامل ہونا، پورا ماہ اول شب تراویح پڑھنا، پورا ماہ مسجد میں تراویح پڑھنا، پورا رمضان وتر جماعت سے پڑھنا، تراویح میں پورا قرآن خود پڑھنا یا سننا ثابت ہے؟ یا ان سب کاموں کو بھی چھوڑ دیا جائے گا؟

قافلہ باطل سے قافلہ حق کی طرف

ابن خان محمد

اس عنوان کے تحت ان خوش قسمت حضرات کے انٹرویو کا اہتمام کیا جائیگا جن حضرات نے عصر حاضر میں قافلہ کفر کو چھوڑ کر اسلام یا قافلہ بدعت کو چھوڑ کر قافلہ سنت کو اختیار کیا۔ (ادارہ)

(راہی الی الحق حافظ محمد بن عبدالرزاق)

قارئین قافلہ حق!

اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان اور فضل ہے کہ آپ حضرات کی دعاؤں سے حضرت اوکاڑوی کا تیار کردہ اہل حق کا قافلہ اتحاد اهل السنۃ والجماعۃ دن بدن اپنے مسلک حق مسلک اهل السنۃ والجماعۃ کے پرچار میں اپنی ترقی کی طرف اپنی تیز رفتاری سے گامزن ہے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اس عالمی جماعت کو فقہاء احناف کی تشریحات کے مطابق قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام اور اهل السنۃ والجماعۃ کے عقائد ومسائل کی اشاعت کرنے کے لئے دن دوگنی رات چوگنی ترقیات نصیب فرمائی حسب سابق اس مرتبہ بھی ایک خوش قسمت صاحب کا تذکرہ ذیل میں لایا جارہا ہے

تعارف: میرا نام محمد ہے اور والد کا نام عبدالرزاق ہے اور میرا ایڈریس محلّہ طارق آباد گلی نمبر 1 مکان نمبر 149 ہے میرے گھرانے کے تمام افراد کا تعلق الحمداللہ مسلک اهل السنۃ والجماعۃ احناف علماء دیوبند سے ہے اور پورے گھرانے کا ماحول غیر مقلدیت کی الائشوں سے پاک ہے۔

قافلہ باطل کی طرف: میں نے دنیاوی تعلیم کے حصول کے لئے مسلم ہائی سکول محلّہ طارق آباد فیصل آباد کلاس نہم میں داخلہ لیا اور گھر والوں کی وجہ سے نماز کا شروع سے عادی تھا اور ٹیوشن پڑھنے جایا کرتا تھا اور غیر مقلدین کی مسجد قریب تھی چونکہ غیر مقلدین کی نماز پہلے ہوتی تھی لہذا میں اس وقت کی نماز ان کی مسجد میں پڑھ لیتا اور میرے ساتھ دوسرے کالج کے لڑکے بھی ہوتے تھے پس جب ہم نماز پڑھنے کے لئے وہاں جاتے تو امام مسجد روزانہ ہمیں اہلحدیث ہونے کی دعوت

دیتا کہ اہلحدیث بن جاؤ یہ سلسلہ ایک سال تک چلتا رہا جب میں میٹرک میں داخل ہوا تو اس دوران بھی نماز ان کے پیچھے پڑھا کرتا تھا تو امام مسجد کہتا دیکھو ہم اہلحدیث ہیں ہمارا ہر مسئلہ حدیث سے ثابت ہے ایک مرتبہ میں نے جمعہ بھی ان کے امام کے پیچھے پڑھا جمعہ کے بعد اس نے بہت سمجھایا اور مطالعہ کے لئے کچھ کتابیں بھی دیں کہا کہ ان کا مطالعہ کرو اور خود تحقیق کرو۔

اللہ جزائے خیر دے میرے بڑے بھائی کو ان کو جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو انہوں نے صرف اتنا کہا کہ جب بھی آپ ان کے پاس جاؤ تو صرف اتنا کہہ دینا کہ میرا ایک بڑا بھائی ہے اور وہ مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ کا شاگرد ہے (مجھے اس لاجواب اور مسکت جملے کی سمجھ نہ آئی) میٹرک کے بعد حفظ قرآن کا شرف حاصل ہوا حفظ کے بعد غیر مقلدین نے کہا کہ ہم آپ کو مظفر آباد تربیت کے لئے لے جائیں گے میں نے کہا بہت اچھا وہاں تربیت کے نام پر اپنے مسلک کی مشق کرواتے اور وہ بھی زبردستی اس زبردستی اور قرآن وحدیث کے نام سے دھوکہ کھا کر میں نے رفع الیدین وغیرہ شروع کر دیا اور وہاں سے واپسی پر انہوں نے بہت سی کتابیں بھی دیں ان میں سے ایک ریاض المجاہدین بھی تھی۔

قافلہ حق کی طرف: مظفر آباد سے واپسی پر ہم نے مسلک اہلحدیث کی دعوت شروع کر دی اول وہلہ میں ہی ایک حنفی بھائی نے ہمیں روکا کہ دیکھو تم نے ان کی سنی ہے اور اصول ہے کہ ایک طرف کی سن کر فیصلہ نہیں کیا جاتا یہ کتاب ریاض المجاہدین ان کی ہی کتاب ہے اس میں دیکھو یہ حدیث ہے اور اس حدیث کا حوالہ صحیح ابن خزیمہ کا دیا ہے حالانکہ یہ جھوٹ ہے یہ حدیث مسند احمد کی ہے۔

وجہ: ہم نے اس صاحب سے غلط بیانی کی وجہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا یہ بھی ایک اہلحدیث کے خوبصورت لیبل کر طرح دھوکہ ہے صحیح ابن خزیمہ کا نام اس وجہ سے لکھا کہ اس کے شروع میں لفظ صحیح آتا ہے پھر اس نشاندہی کے بعد ہم اس حوالے کی تسلی وتشفی کے لئے ان کے بڑے بڑے مراکز مکتبے اور مدارس میں گئے مگر پھر بھی...... حنفی زندہ باد الحمد للہ یہ کتاب میری ہدایت کا ذریعہ بنی

میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں میرا آڈیو وڈیو ریکارڈ موجود ہے اس حوالے کے علاوہ بھی بہت سارے مسائل کی تحقیق میں ان کے بڑے بڑے مناظرین سے اپنے کانوں سے سنا کہ ہمارے پاس اس مسئلے پر کوئی دلیل ہی نہیں جب کہ غیر مقلدین کی طرف سے احناف پر کئے گئے اعتراضات کے جوابات کے لئے جب بھی کسی حنفی عالم کے پاس حاضر ہوئے تو الحمدللہ تمام حضرات نے قرآن و حدیث کے دلائل سے مکمل مطمئن اور قائل کیا اس اطمینان کی وجہ سے میں مسلک اھل السنۃ والجماعۃ احناف کے موقف کو حق اور سچ سمجھ کر حنفی ہو گیا قارئین سے درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ رب العزت مجھے اھل السنۃ والجماعۃ احناف کے مسلک پر تا حیات استقامت عطا فرمائے

(آمین)